

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

اَوَّلِيَّائِي تَحْتَ قَبَائِلِ لَا يَكْفُرُ مِنْهُمْ سَوَاءٌ

اُولیائے مکرمہ

اُولیائے مکرمہ کا مفہوم مذکورہ بہت قدیم تاریخ اور علمی
نمون سے مرتب کیا گیا ہے

مؤلف

پیرزادہ محمد حبیب بن نقشبندی شہرزدی کشمیری

ثم لاہوری



ناشر

نذیر سنسکریپشنز ۴۰ اے اردو بازار

لاہور پاکستان

الْإِنِّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

أُولِيَاءِ اللَّهِ تَحْتَ قَبَائِلِهِمْ سَوَاءٌ

أُولِيَاءِ كَثِيرَةٍ

اولیاء کثیر کا مختصر تذکرہ جو مستند تاریخ اور قلمی
نمون سے مرتب کیا گیا ہے

مؤلف

پیرزادہ محمد حبیب نقشبندی سہروردی کثیر

شم لاہوری

○

ناشر

تذکرہ سلیپ شہزادہ ۴۰۰ اردو بازار

لاہور پاکستان

فہرست مضامین

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب _____ اولیائے کشمیر

ناشر _____ نذیر حسین

نذیر سنز پبلشرز لاہور

قیمت _____ ۱۵ روپے

پرنٹرز _____ گنج شکر پرنٹرز لاہور

نومبر ۱۹۸۸ء

- ۱۳ حضرت شیخ نور الدین عبد الرحمن اسفہانیؒ
- ۱۴ امام الاولین حضرت شرف الدین عرف بلبل شاہ کشمیریؒ
- ۱۶ حضرت امیر کبیر سید علی محمدانیؒ
- ۲۱ حضرت شیخ العالم شیخ نور الدین ولی رشیؒ
- ۲۵ سلطان العارفین محبوب عالم شیخ حمزہ کشمیریؒ
- ۳۰ ابوالفقرا شیخ العلماء بابا داؤد خاکیؒ
- ۳۲ ابوالفقرا بابا نصیب الدین غازی بیجاریؒ
- ۳۶ خواجہ نور محمد کلان شیخ سی پوریؒ
- ۳۷ خواجہ داؤد بابا مشکواتی کشمیریؒ
- ۳۸ حضرت شیخ یعقوب صرغی عاصمیؒ
- ۴۱ حضرت قاضی موسیٰ شہیدؒ
- ۴۲ حضرت بابا مسعود نذوریؒ

- حضرت خواجہ احمد یسوی^{رح} ۴۳
 حضرت بابا اسماعیل قادری^{رح} ۴۴
 حضرت بابا الطیف رینہ ریشی^{رح} ۴۵
 حضرت بابا مہدی سہروردی^{رح} ۴۶
 حضرت شیخ یعقوب مجذوب مستانہ^{رح} ۴۷
 حضرت بابا نوروز ریشی^{رح} ۴۹
 حضرت بابا والی ولی سہروردی^{رح} ۵۰
 حضرت شیخ بہرام سہروردی^{رح} ۵۱
 حضرت بابا زین الدین ریشی^{رح} ۵۲
 حضرت آخوند ملا حسین خبازی مجددی^{رح} ۵۵
 حضرت قاضی القضاہ ملا مولینا جمال الدین بدشاہی^{رح} ۵۶
 حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری^{رح} ۵۷
 حضرت شاہ محمد صادق قلندر کشمیری^{رح} ۵۸
 حضرت خواجہ محمد اعظم دیدہ پروانہ کشمیری^{رح} ۵۹
 حضرت سید جان بازولی کشمیری^{رح} ۶۰
 حضرت بابا عثمان گنائی کشمیری^{رح} ۶۱
 حضرت شیخ بہاؤ الدین گنج بخش کشمیری^{رح} ۶۲
 حضرت بابا فتح اللہ ستانی لاثانی کشمیری^{رح} ۶۴
 حضرت خواجہ داؤد مجذوب کشمیری^{رح} ۶۵

- حضرت زین الدین لوا کشمیری^{رح} ۶۶
 حضرت حیدر پتلو کشمیری^{رح} ۶۷
 حضرت میر سید محمد جہانی^{رح} ۶۸
 حضرت شیخ ہلال الدین کشمیری^{رح} ۶۹
 حضرت شاہ بدیع الدین مدار کشمیری^{رح} ۷۰
 حضرت سید محمد امین منطق کشمیری^{رح} ۷۱
 حضرت ملا فیروز مفتی گنائی محدث کشمیری^{رح} ۷۲
 حضرت بابا جنتی شاہ مجذوب قلندر کشمیری^{رح} ۷۳
 حضرت شیخ میر حمزہ کشمیری^{رح} ۷۴
 حضرت سید مدنی گیلانی کشمیری^{رح} ۷۵
 حضرت بابا قدس کشمیری^{رح} ۷۵
 حضرت خواجہ طاہر رفیق آشتانی کشمیری^{رح} ۷۶
 حضرت بابا ربوبی ریشی کشمیری^{رح} ۷۷
 حضرت مولانا حیدر کشمیری سہروردی^{رح} ۷۸
 حضرت لالہ ریشی بابا کشمیری^{رح} ۷۸
 حضرت مفتی صدر الدین کشمیری^{رح} ۷۹
 حضرت آخوند ملا جمال الدین سیالکوٹی^{رح} ۸۰
 خواجہ معین الدین خاوند کشمیری^{رح} ۸۲
 حضرت خواجہ مہدی نقشبندی^{رح} ۸۳
 خواجہ شیخ عبد الرحیم قادری کشمیری^{رح} ۸۴

- حضرت بابا نجم الدین ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۸۵
 حضرت بابا عثمان قادری سہروردی کشمیری^{رحمۃ} ۸۶
 حضرت شیخ محمد قاسم چشتی سہروردی کشمیری^{رحمۃ} ۸۷
 حضرت شیخ عبدالرحیم کبروی کشمیری^{رحمۃ} ۸۸
 حضرت مرزا حیات بیگ کبروی کشمیری^{رحمۃ} ۸۹
 حضرت سید جلال الدین عطائی^{رحمۃ} ۸۹
 حضرت سید کمال کشمیری^{رحمۃ} ۹۰
 حضرت سید جمال الدین محدث کشمیری^{رحمۃ} ۹۱
 حضرت سید جلال الدین شاہ کشمیری^{رحمۃ} ۹۱
 حضرت خواجہ مسعود پان پوری کشمیری^{رحمۃ} ۹۲
 حضرت شیخ محمد شریف کبروی کشمیری^{رحمۃ} ۹۳
 حضرت شیخ داؤد کشمیری^{رحمۃ} ۹۴
 حضرت علامہ سید سعید اندرابی کشمیری^{رحمۃ} ۹۵
 حضرت سید میر کمال الدین اندرابی کشمیری^{رحمۃ} ۹۶
 حضرت سید محمد ابراہیم اندرابی کشمیری^{رحمۃ} ۹۷
 حضرت بابا میر ثناء اللہ کشمیری^{رحمۃ} ۹۸
 حضرت محمد اکبر بادی اندرابی کشمیری^{رحمۃ} ۹۹
 حضرت ملا بہاؤ الدین متو کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۰
 حضرت شیخ محمد نعیم کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۰

- حضرت صدیق بانجی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۱
 حضرت اخوند خواجہ عبداللہ کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۲
 حضرت شیخ منور جطی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۳
 حضرت بابا شیخ روپی ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۴
 حضرت بابا املہ ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۵
 حضرت بابا سہسہ ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۶
 حضرت بابا سینگی ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۶
 حضرت بابا روپی ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۷
 حضرت بابا مہدی ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۸
 حضرت بابا بام الدین ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۰۹
 حضرت بابا دریا الدین ریشی کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۰
 حضرت بابا شکور الدین کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۱
 حضرت بابا جنوں نروری سہروردی کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۲
 حضرت بابا سعید الدین کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۲
 حضرت بابا بقاشاہ کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۳
 حضرت صالح خان کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۳
 حضرت سید علی بخاری کبروی کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۳
 حضرت خواجہ نور الدین الشہ بری کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۵
 حضرت ملا مقیم السنہ عبداللہ کشمیری^{رحمۃ} ۱۱۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَوَقَّظَ الْعَارِفِينَ بَنُو الْعِرْفَانِ وَتَقَدَّسَ
مِنْ بَيْنِ عِبَادِهِ خَصَّ النَّبِيَّ الْإِبْرَاهِيمَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى خَيْرَ خَلْقِهِ
مُحَمَّدَ بْنَ الْحَادِثِ إِلَى طَرَفَيْ الرَّحْمَنِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي
الْأَلْبَانِ أَمَّا بَعْدُ

تاریخ شاہد ہے کہ خطہ کشمیر میں بزرگان دین و اولیاء کاملین کی خاصی تعداد
اشاعت اسلام کے بعد پیدا ہوئی ہے یہ اولیائے کرام اس چھوٹے سے
خطہ میں مصروف عبادت اور مشغول ریاضت میں رہ کر خیر العقول کمالات
کے مالک بنے۔ دراصل خطہ کشمیر اپنے محل وقوع کے لحاظ سے بہترین
جائے اعتکاف اور مقام خدا طلبی کی جگہ ہے۔ یہاں بڑے بڑے اصحاب
دستگاہ صلیٰ پیرو مرشد اور مقرران بارگاہ الہی پیدا ہوئے جن کی شان عبدیت
نہایت بلند تھی۔ روشن ضمیری کشف قبور اور کشف قلوب اور فرستہ ایمانیہ
کے کمالات کا خطہ وافر بارگاہ کبیر یا سے ان کو ملا تھا۔ بعض خدا رسیدہ مقبولان
خدا تابعیت سنت نبوی کو ہی اپنا معراج سمجھتے تھے رات دن تبلیغ دین و
اشاعت اسلام میں مصروف رہتے تھے خدا سے دور گئے ہوئے گمراہ انسانوں
کو راہ ستقیم پر لانے کی فکر میں رہ کر جگہ جگہ پھرتے تھے چونکہ اس وقت
کشمیر میں بدھ مذہب و کفر و شرک کا دور دورہ تھا۔ اس لئے ان بزرگوں کے
طفیل ہی کشمیر میں اسلام کا رواج ہوا ہے۔ زیادہ تر بیرون ملک سے
بزرگان دین اور خدا رسیدہ بزرگوں نے آکر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین

حضرت بابا خواجہ حبیب اللہ کافی قدس سرہ
حضرت ملا طاہر غنی آشتانی کشمیری
حضرت ملا محمد امین کافی کشمیری
حضرت بابا عبد اللہ سرہروردی کشمیری
وظائف اولیاء - ختم شریف
ماخذ -

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۵

۱۲۶

پھیلانے میں کوشش کی۔ جیسے اوپر گزارش کر چکا ہوں کہ خط کشمیر اپنے محل وقوع کے لحاظ سے جائے اعتکاف اور مقام خدا طلبی کا ہے یہی وجہ ہے کہ جو مقربان الہی ہر دن ملک سے آئے اور اس پر فضا جگہ کو اپنا مسکن بنایا اور یہیں آباد ہوئے۔ مگر افسوس کہ آج تک ان نفوس قدسیہ کے حالات زندگی کو منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ اس قوم کی بدقسمتی سمجھنی چاہیے کہ کشمیر کے مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے اپنا سارا زور قلم سلاطین وقت کی کشور کشائیوں کی داستانیں قلم بند کرنے پر صرف کر دیا ہے۔ نلال بادشاہ اس سن میں تخت پر بیٹھا فلاں اس سن میں پیدا ہوا لیکن اگر آپ کو یہ ضرورت پڑے کہ فلاں بزرگ کس سن میں پیدا ہوا کس سن میں وفات پائی کہاں سے آیا اور کس اسلاف سے تعلق رکھتا ہے۔ یا اس نے کیا خدمات سر انجام دی آپ لاکھ ہزار میں آپ کو صحیح جواب نہ کسی تاریخ اور نہ کسی تذکرے میں ملے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ ان کی کسی تصنیف یا خدمات کی اندرونی شہادتوں سے ان کا سن وفات یا پیدائش یا آمد تعین کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر دیکھا جائے تو تاریخ نام سے کسی قوم کی روحانی عسکری، سیاسی، تعلیمی، علمی اور مذہبی روایات کا یہی وجہ ہے کہ آج کے دور کی نوجوان نسل اپنے ان بزرگوں کے حالات دینی خدمات سے مرابر ہے بہرہ ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کشمیر میں جو کردار بزرگان دین نے ادا کیا وہ سلاطین وقت کے کردار سے کہیں درجہ اوچھا ہے۔ اسلام کی نشو و اشاعت کی توفیق انہیں اولیاء کے حصے میں آئی جو ہر قسم کی ظاہری شان و شوکت سے محروم تھے اور جنہوں نے ہزار پھیل کا سفر کر کے مہموک اور پیاس کی تکلیفیں برداشت کیں اور ملک کے طول و عرض میں توحید کا پیغام پہنچایا۔

بادشاہوں نے تلواریں چلا کر دشمنوں کو زیر کیا مگر ان نفوس قدسیہ نے اپنے اخلاق و کردار کی شمشیر سے تسخیر قلوب کا عظیم الشان کارنامہ سر انجام دیا۔ ان چند اولیاء کا بلین کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش ہے۔ احقر ہندو بھی اس خط کشمیر کا رہنے والا ہے۔ جن لوگوں کو تالیف و تصنیف کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ایسے موضوعات پر یا ایسی شخصیتوں پر کام کرنا کسی نہ کسی حد تک آسان ہوتا ہے۔ جن کے متعلق کتابوں کا ذخیرہ موجود ہو لیکن جس موضوع پر سرے سے کوئی کتاب ہی نہ ہو اس پر قلم اٹھانا بہت مشکل کام ہے۔ کتاب لکھتے وقت راقم الحروف کو بھی اس قسم کی دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن کچھ قلمی نسخے جو ہمارے اپنے بزرگوں کے تھے۔ زیادہ تر کشمیری زبان میں تھے جو کہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوئی کیوں کہ راقم کی مادری زبان کشمیری ہے۔ باقی اردو اور فارسی کی کتب سیر و تاریخ میں کشمیر کے بزرگوں کے حالات اور مختصر بیانات بکھرے پڑے ہیں۔ ان کو جمع کرنے کے لئے ایک ایک ریزہ چننا پڑا۔ اس طرح یہ کتاب تیار ہوئی جو تاریخ میں کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

احقر نے پوری کوشش کی ہے کہ اولیائے کشمیر سیرت و سوانح کے خد و خال اجاگر کرنے کے لئے ان تمام وسائل سے کام لیا جائے جو میری دسترس میں ہیں۔ میں نے مہموت حضرات کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ ان کے وطن مالوٹ میں آمد ان کی تعلیم و تربیت، ریاضت، سیر و سیاحت، ازدواج، اولاد بزرگوں سے ملاقاتوں، سن پیدائش و وفات، مزارات کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اگر اس کے باوجود کوئی غلطی ہو گئی ہو تو بندہ کو خطا کا رسیحہ کر اطلاع

کریں تاکہ آئندہ تصحیح کی جائے۔ آخری گذارش یہ ہے کہ جس قاری کو اس چھوٹی سی کتاب کے مطالعہ کا موقع ملے تو وہ میرے والد گرامی خادم اولیا پرزادہ جلال الدین مرحوم قدس سرہ کے حق میں دعا خیر اور اس عاجز بندہ کے حق میں دعا خیر کریں اور نیک الفاظ سے یاد کریں دیگر اس کار خیر میں اپنے محب خادم الفقرا میاں نذیر حسین صاحب پروپرائٹر نذیر حسن زار و بازار لاہور اور ان کے والد محترم مرحوم محمد یعقوب کسے لئے بھی دعا خیر کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں ترقی دے ویسے بھی میاں صاحب دینی خدمات کا جذبہ رکھتے ہیں۔ بزرگان دین کے ساتھ ولی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں۔ تصوف اور بزرگان دین کی سوانح حیات کی اشاعت ان کا خاصا ہے۔ و انخیر دعونا الحمد للہ رب العالمین

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اونشہ بندہ در حضور اولیا
چون شوی دور از حضور اولیا
در حقیقت گشتہ دور از خدا

خاکبائے اولیا پرزادہ محمد طیب نقشبندی

حضرت شیخ نور الدین عبدالرحمانی اسفرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ احمد جو قافی قدس سرہ کے مرید تھے۔ اسفران (ایران) کے مصنفات میں ایک جگہ کسرق ہے وہاں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ اور مبلغ، مویہ دین تھے۔ کشمیر میں سب سے پہلے دین اسلام کی تبلیغ آپ نے کی۔ اور طالبان حق کو علم سلوک سے مالا مال کیا۔ عقیدت مندوں کو اسرار رموز سمجھانے میں بڑا انہماک اور توجہ فرماتے تھے۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ رکن دین علاؤ الدین فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہمارے زمانے میں نور الدین کا وجود مبارک نہ ہوتا تو راہ سلوک اس دنیا سے ختم ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت سے یہ طریقہ تاقیامت تک جاری رکھے گا خطہ کشمیر میں وہ واصل مجدد و طریقت تھے۔ کشمیر کا ہر فرد ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا دل و جان سے معترف ہے۔ آپ کا عرص بڑی عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ افسوس کہ آپ کی خدمات کا تذکرہ کسی تاریخ میں تفصیل سے نہیں ملتا حالانکہ آپ جیسے رہنما و رہبر کی زندگی پر مکمل تذکرہ ہونا چاہیے تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۷۷ ہجری میں ماہ شوال میں ہوئی۔ ۵۸ سال کی عمر پر ۱۳۴۷ ہجری میں ۲۷ جولائی ۱۹۲۵ء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام کشمیر میں ہے۔

امام الوصلین حضرت شرف الدین بلیل شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر جنّت بے نظیر کے مشہور معروف مشائخ عظام میں سے تھے۔ اصل نام شرف الدین تھا مگر بلیل شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بلیل کی وجہ تسمیہ مقبول کمری شاعر کشمیر اپنی بیاض برہان کشمیری منظوم میں لکھتے ہیں کہ آپ کے شانے پر ہر وقت ایک بلیل ہوتا تھا۔ آپ جب نماز پڑھتے تو وہ آپ کے سر مبارک کے اوپر چکر لگاتا رہتا تھا۔ نعمت اللہ فارسی کے خلیفہ اور مرید تھے۔ آپ کی کوششوں سے خطہ کشمیر میں اسلام کا نور پھیلا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جس دور میں آپ نے کشمیر کی سرزمین میں قدم مبارک رکھا اس وقت کشمیر کا حکمران رنجن دیو تھا۔ اگرچہ وہ ہندو تھا مگر اس کا دل آپ کی توجہ کے فیض سے ہندو مت سے متنفر ہو گیا اور آپ نے اپنے نور باطن سے اس کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔

آپ کشمیر میں ۲۵۰ھ میں آئے۔ بادشاہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کی کہانی اس طرح ہے کہ وہ ہندو مذہب کی تعلیم پر غور و فکر کرتا تھا ہر مذہب کے علماء اس کے پاس آتے اور اپنے اپنے عقائد کا اظہار خیال کرتے تھے راجہ سب کی گفتگو سننا نہ مانتا۔ ایک رات وہ مختلف مذاہب پر غور کر رہا تھا اسے ساری رات نیند نہ آئی۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ علی الصبح جو

شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا اسے حق پر سمجھوں گا چنانچہ علی الصبح وہ اپنے محل کی چھت پر کھڑا ہو گیا اور مغرب کی طرف نگاہ رکھی۔ غروب کے کبلی والے نے نظر کرم کی۔ جب اس کی نگاہیں دور دریا کے کنارے پر پڑیں تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص فرشتہ صورت بزرگ ایک پتھر کے مصلیٰ پر اپنے رب العزت کے حضور سجدہ و کھڑا نماز ادا کر رہا ہے۔ بادشاہ پر اتنا غلیبہ اسلام ہوا کہ وہ اسی وقت چھت سے اترا اور اس بزرگ کی طرف چل پڑا۔ یہ بزرگ حضرت شرف الدین بلیل شاہ تھے۔ راجہ نے جب انہیں پرسوز و گدزدہ انداز میں نماز ادا کرتے دیکھا تو اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا گناہوں سے توبہ کی اور واپس جا کر اس دن تمام الخانات اور دربار کے امراء و وزراء کو اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب مسلمان ہو گئے حضرت بلیل شاہ نے نو مسلم راجہ کو "سلطان صدر الدین" کے نام سے نوازا۔ چنانچہ اس نے اپنے پیرو مشرف حضرت بلیل شاہ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ خطہ کشمیر میں اہل تصوف کی یہ پہلی خانقاہ تھی۔ جسے تعمیر کیا گیا۔ اس خانقاہ کا اصلی نام لنگر بابا بلیل شاہ رکھا گیا جناب شاہ صاحب نے خانقاہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور اہل کشمیر کے باشندگان کو تبلیغ دین کرتے رہے۔ بہاؤ الدین متو اپنے تذکرہ کشمیر میں لکھتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت عنایت کی ہے کہ میں کھائے پیئے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں۔ اگر اس بدن سے جان چلی جائے تو بھی چل پھر سکتا ہوں۔ اس بدن ظاہری کے

ساتھ دارالبقائیں جاسکتا ہوں۔ اور اس کی حفاظت کر سکتا ہوں لیکن یہ تینوں چیزیں چونکہ سنت نبوی کے خلاف ہیں اس لئے میں کوئی کام سنت نبوی کے خلاف کرنا نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک سنت نبوی پر اقامت اور اطاعت ہزاروں سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آپ کی تاریخ وفات تواریخ اعلیٰ نے اس طرح لکھی ہے : سال تاریخ وصل حضرت شاہ : ۲۷۰۰ھ قبل قدس گفت خاص للہ ۲۷۰۰ھ۔ مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خطہ کشمیر میں ہمدان سے ۱۸۰۰ھ میں قنٹر لیف لائے آپ کے والد اکرم کا نام شہاب الدین بن محمد تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بارے میں کہیں تذکروں میں ذکر آیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت رجب المرجب میں ہوئی اور جناب سید والا بھی ماہ رجب میں تولد ہوئے اس لئے آپ کو علی ثانی کہا جاتا ہے۔

دوسری وجہ ڈاکٹر سید امتون ظفر اپنے تذکرہ شاہ ہمدانی میں لکھتی ہیں کہ سید علی ہمدانی اپنی سیاحت کے دوران شیخ ابوسعید چشتی سے ملے۔ اور خرقہ خلافت ان سے حاصل کیا تھا۔ حضرت شیخ ابوسعید چشتی کو خواب میں حضور پرنور سرور کائنات تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ وہ بہت جلدی، سید علی ہمدانی سے ملیں گے پھر موصوف کا تعارف کراتے

ہوئے فرمایا کہ وہ علی ہمدانی میری اولاد میں سے ہوں گے۔ ابوسعید چشتی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم وہ کب ظہور پذیر ہوں گے۔ حضور اکرم ص نے فرمایا کہ میری ہجرت کے ۱۳۰ سال بعد۔ عراق کے شہر ہمدان میں یہ ستارہ طلوع ہوگا آپ نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ میری آنکھوں کے نور اللہ کے محبوب اس کا کیا نام ہے؟ فرمایا علی ہمدانی علی ثانی آپ نے پھر گزارش کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس وقت تک زندہ رہوں گا؟ آپ نے فرمایا میں بارگاہ الہی میں دعا کرتا ہوں کہ آپ ان کو ضرور ملیں گے۔ حضور پرنور نے دعا فرمائی وہ رب العزت میں قبول ہوئی۔ چنانچہ آٹھویں صدی ہجری میں شاہ ہمدانی نے ابوسعید چشتی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب بروز پیر ۱۳۰۰ھ میں بمقام ہمدان عراق میں ہوئی آپ کا شجرہ نسب والد بزرگوار کی طرف چودہ پشتوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار سید شہاب الدین شہر ہمدان کے حاکم اور امیر تھے۔ اس لئے آپ کو بھی امیر کے القاب سے نوازا گیا۔ سید والا نے ۱۲ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے خالو سید علاء الدین قدس سرہ سے حاصل کی۔ علم اخلاقیات کچھ اپنے خالو سے حاصل کیا اور کچھ اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت شرف الدین مزدغانی سے۔

آپ بہت عرصہ تک ان کی خدمت میں کوشاں رہے۔ آپ جس وقت

اپنے پرو مشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ چونکہ مہمان کے حاکم کے بیٹے تھے۔ اس لئے آپ سے حضرت شرف الدین مزدقانی نے فرمایا کہ اگر آپ بحیثیت آٹا آئے ہیں تو میں آپ کی خدمت کے لئے تیار ہوں اور اگر بحیثیت خادم کے آئے ہیں تو پھر اس غلام کی خالقاہ کے خادم یا خاکروب ہیں اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے وقف کریں۔ حضرت امیر نے بلاچوں پر آپ کی بیعت کر لی اور خالقاہ کی ملازمت میں مشغول ہو گئے۔ پہلے آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ تقی الدین دوستی کے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد آپ حضرت شرف الدین مزدقانی کے حلقہ ارادت میں آئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ان سے عرض کی کہ حضرت میرے لئے مزید کیا فرمان ہے تو حضرت شرف الدین محمود مزدقانی نے توجہ فرمائی اور حکم دیا کہ اب تم تمام جہاں کی سیر کرو اور دنیا بھر کے اولیاء اللہ کی زیارت کرو۔ ہر ایک سے اپنا حصہ لو۔ چنانچہ آپ اپنے مرشد کامل کی وصیت کے مطابق روانہ سفر ہوئے۔ تین دفعہ تمام کائنات ارضی کی سیر کی اور ایک ہزار چار سو اولیاء عظام کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ ایک ایسی مجلس میں پہنچے جہاں بیک وقت چار سو اولیاء اللہ موجود تھے۔ آپ نے ہر ایک بزرگ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ جب آپ نے وادی کشمیر میں قدم مبارک رکھا تو وہاں کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خطہ کشمیر میں جس شخص نے سب سے پہلے اسلام کو عام پھیلایا وہ صرف سید امیر کبیر مہدانی کی کوشش تھی آپ سے خطہ کشمیر کے عوام پوری بھیجے اظہار اسلام کرتے تھے آپ

کے آنے سے وادی کشمیر میں اسلام اور تصوف آفتاب کی طرح چمکنے لگا وادی کشمیر کے لوگ اسلام قبول کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے آج تک آپ کی درس گاہ جو خالقاہ معلیٰ کے نام سے مشہور و معروف ہے مخلوق خدا کے لئے مشکل راہ و ہدایت ہے۔ جب آپ وادی کشمیر میں آئے تو آپ کے ہمراہ سادات عظام کے ستر افراد تھے۔ جو اپنے وقت کے اولیاء عظام تھے۔ سب عشق رسول میں مرشار تبلیغ دین میں مصروف ہوئے۔ جناب امیر کبیر نے سرینگر محلہ علاء الدین پورہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ دریائے جہلم کے کنارے پر نماز باجماعت ادا ہونے لگی اور آپ کے لئے ایک خالقاہ بھی تعمیر کی گئی۔ آپ خود امامت کراتے تھے۔ سلطان شہاب الدین بادشاہ کشمیر کے بھائی سلطان قطب الدین آپ کے عقیدت مندوں میں تھا اور اعتقاد کے ساتھ رونانہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا تھا سابقہ بادشاہ نے اپنی کم علمی کی وجہ سے دو سگی بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا ہوا تھا۔ حضرت کے دعوے اور نصیحت سے متاثر ہو کر اس نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے کر توبہ کی۔ شریعت محمدی وادی کشمیر میں روشناس ہونے لگی۔ علاوہ انہیں آپ نے کشمیر کے رسم و رواج اور لباس کو جو اس وقت ہندو اور بدھ مت کے مطابق تھا ختم کیا اور کرتہ جس کو کشمیری زبان میں پھرن کہتے ہیں آپ کی بدولت مروج ہوا جو آج تک خطہ کشمیر میں مستعمل ہے۔ آپ کے مناقب اور ختم شریف اور اوراد آج بھی کشمیر میں بکثرت پڑھے جاتے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی

بہت بڑی تعداد آج بھی اس خطہ جنتِ نظیر میں موجود ہے۔
 آپ نے جب دوسری دفعہ کشمیر میں آکر اوراد فاتحہ کو پڑھنے کی
 ہدایت فرمائی تو تمام کشمیریوں اوراد شریف بلند آواز سے گوگھ پڑھا
 کرتے تھے جب آپ واپس ہوئے تو آپ کے بعد اس وقت کے
 بہت بڑے اور مشہور بزرگ حضرت سید احمد کرمانی کا گزر ہوا تو
 آپ نے کشمیر کے باشندوں کو اوراد فاتحہ بلند آواز پڑھنے سے
 روکا کچھ افراد تو روک گئے مگر کچھ نہ رُکے اور بلند آواز سے ہی پڑھتے
 رہے۔ جب حضرت سید احمد کرمانی قدس سرہ کشمیر سے واپس ہونے
 لگے تو رات کو جناب سید امیر کبیر علی ہمدانی کو خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتھ
 میں تلوار تھی اور دوسرے میں نیزہ تھا تو سید احمد کرمانی نے عرض کی یا حضرت
 مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ اتنی منزائل رہی سنے۔ آپ نے فرمایا کہ جاکر
 تلوار سے تمام خطہ کشمیر کے لوگوں کے سر تلیم کر دیا گھر گھر جاکر اوراد نتیجہ کی
 بلند آواز پڑھنے کی تاکید کرو جب آپ بیدار ہوئے تو اس وقت گھر گھر
 گلی گلی قریہ قریہ جاکر اونچی آواز سے پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور خود بھی
 ساتھ ہو کر پڑھتے رہے۔

آپ کا وصال مبارک ۱۲۸۶ھ ۵ جمادی اول میں ہوا اور خٹلان
 اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔ یہاں بریائ کشمیری وفاداری میں
 مدح شریف جو آپ کے ختم شریف کے بعد بلند آواز سے پڑی جاتی
 ہے۔ اس کا قلمی نسخہ نابھیز مولف کے پاس موجود ہے جو درج ذیل ہے۔

تازہ درگ فانی - میر سید علی ہمدانی - یعنی آن بانی مسلمان میر سید علی ہمدانی
 بدخشم گناہ صغیر و کبیر - توہی مدعا یا یا امیر کبیر - باہی بنوایا امیر کبیر -
 توہی زبدہ آل خردلانام رسولِ خدا یا امیر کبیر - توہی ثانی حیدر سے نام دار -
 علی مرتضیٰ یا امیر کبیر - توہی نور چشم امام حسینؑ - شاہ کربلا یا امیر کبیر
 بود گرد راہی تو در دیدہ ام - بہ از طویلا یا امیر کبیر - توہی درو مندان آفاق
 دواؤ شفا یا امیر کبیر - شدہ بندہ بند کفایت گان - بصدق وصفار یا امیر کبیر -
 شدہ قائم نعم جان کمان - ز بار و جفا یا امیر کبیر - راہ راستم از کہن کہ کہم -
 توہی حق نمایا امیر کبیر - بکنے دینگی کہ درماندہ گانی - ز روجنیا یا امیر کبیر
 علیک الصلوٰۃ علیک السلام - علیک الشفا یا امیر کبیر -

حضرت شیخ العالم شیخ نور الدین ریشی عرف نور الدین ولی

آپ خطہ کشمیر کے سب سے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے غار میں چلے کیش
 کی۔ پہلے آپ دنیاوی کاموں میں مشغول رہتے تھے لیکن آخر تک آکر
 جنگل میں آگئے اور ۴۰ سال تک غار میں رہے ان چالیس سالوں میں آپ
 نے طعام نہیں کھلایا صرف کانیسی کے پتے کھا کر گزارہ کرتے وہ بھی اہلوم

کے بعد ہمیشہ روزہ رکھتے آپ کی نسبت راجگان کشتواڑ کے خاندان سے ہے آپ کے والد بزرگوار پہلے ہندو بنے تھے۔ ان کا نام سلار سمر تھا انہوں نے یاسمین ریشی بزرگ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور نائب ہو کر ہمیشہ عبادت الہی میں مصروف رہتے۔ بابا یاسمین ریشی نے آپ کے والد گرامی کا نام سلار دین ریشی رکھا۔ آپ بمقام کیوہ قبضہ جو کشمیر میں ایک قریہ ہے۔ ۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سدرہ ماجی تھا۔ آپ بھی بڑی زاہدہ اور نیک تھی۔ آپ راجہ کشتواڑ کی دختر نیک اختر تھیں۔

لہ عارفہ نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے پیشگوئی کی تھی ایک لڑکا سدرہ ماجی کے گھر پیدا ہوگا وہ مادر زاد ولی ہوگا چنانچہ آپ جب پیدا ہوئے تو ۵ دن تک دودھ نہیں پیا۔ پانچ دن کے بعد لہ عارفہ کا گزر ادھر ہوا وہ آپ کے پاس آئیں اور آپ کو دودھ پلانے لگیں تو آپ نے پیا۔ پھر لہ عارفہ نے آپ کو مخاطب ہو کر کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی میں تمہاری ماں تو نہیں اپنی ماں کا دودھ پیو چنانچہ اس ارشاد کے بعد آپ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے۔ آپ نے لہ عارفہ کی شناخت کوئی کشمیری شاعری میں کئی ہے اور بہت جگہ انہیں لہ ماں جی مخاطب کر کے یاد کیا ہے۔

حقیقت میں شیخ العالم ریشی فرقہ کے بانی مانے جاتے ہیں جو عروج آپ کی ذات بابرکات سے ریشی قبیلہ کو حاصل ہوا اتنا پہلے کسی اور کو نہ تھا مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی آپ کے عقیدت مند تھے وہ آپ کو نند ریشی کہتے تھے آپ کو نعت گوئی کا بھی شوق تھا۔ آپ کا تمام نعتیہ کلام چونکہ کشمیری زبان میں

ہے اس لئے وہ پردہ انعامیں رہا۔ آپ کے نام کا سکھ بھی زین العابدین بڑشاہ نے رائج کیا تھا۔

آپ جامع علوم ظاہری باطنی مظہر تجلیات صوری ومعنوی ہیں طلاق تھے رضیات میں یگانہ آفاق تھے آپ مرید و خلیفہ حضرت سید میر محمد بن سید علی ہمدانی قدس سرہ کے تھے صاحب تواریخ لکھتے ہیں کہ جب سید میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شیخ العالم نور الدین ولی بخدمت میر سید حسین سمغانی و شیخ بہاؤ الدین کشمیری و شیخ سلطان پکلی و بابا حاجی ادہم کشمیری خدمت میں حاضر ہو کر کامل علوم حاصل کر کے قطب الاناف خطاب پایا۔ صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ شیخ نور الدین مادر زاد ولی تھے جب آپ اپنی ماں کے بطن میں پرورش پا رہے تھے تو رجال الغیب آپ کی والدہ کے پاس آ کر سلام کہتا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تو بہت ہے لیکن یہاں چند مشہور خلفاء کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

بابا زین الدین - بابا بام الدین - بابا شکر الدین - بابا لطیف الدین - بابا دریا الدین - بابا ناصر الدین - بابا شرف الدین - بابا نجم الدین - بابا قیام الدین - بابا روپی ریشی - آپ کے شعر بڑے سوز اور درد کے ہیں آپ کی ایک مناجات برہان کشمیری میں ہے۔ جو آپ نے مرنے سے پہلے گائی تھی۔ اس کے چند شعر بطور نمونہ درج کیے گئے ناچیز کے پاس موجود ہے، پیش خدمت ہے۔

لو کچیار راویم منز غفلتس
وین پیام تہمت گمیکہ فزون

بڈھتہ سوداکیہ عبادتس

لکا کا وگر او تنس تس حضرتس
عرضن میا ہن کر دستخط
ہندہ ریشون تھا ورنہ اندہ جنتس

جوانی میں غفلت اور آوارگی میں گزاری
ابھی ہوش آیا جیسے زخم پر نمک
پڑتا ہے۔

اگر بوڑھا ہو کر عبادت کرنے لگا تو
اس کا کوئی فائدہ

اے ہوامیری عرض ہے جاحضور اکرمؐ
کے پیش کردہ کہ میری عرض پر دستخط
کریں تاکہ میں جنت کی ہوا سے
دور نہ رہوں۔

وقت آخر جب آپ نے یہ پُرسوز و پُرگزار مناجات پڑھی تو آپ
کے خلیفہ خاص بابا نصیر الدین ریشی نے جو اس وقت موجود تھے عرض کی کہ
حضرت آپ کی کوئی آخری آرزو ہو تو ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میری
آرزو اللہ اور اس کے رسول ہیں۔ غیر اللہ سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ اس
موقعہ پر آپ نے تین دفعہ حق۔ حق۔ حق، کاغیر مارا اور جانِ جاں آفرین
کے حوالے کر دی۔

ز شمس العارفین جو ارتحالش دربارہ ہادی حق نور پر نور

آپ کی وفات ۸۴۳ ہجری میں ہوئی مزار مبارک چھاوشریف
میں مری نگر کے قریب واقع ہے

حضرت سلطان العارفین محبوب العالم شیخ حمزہ کشمیری رح

آپ کا شمار کشمیر کے مشہور و معروف اولیاء عظام میں ہوتا ہے۔ آپ کا
نسبی تعلق مولچند خاندان سے ہے والد بزرگوار کا نام ملک عثمان ربینہ تھا۔
آپ کا خاندان حضرت شرف الدین عرف ببل شاہ کے دست مبارک پر اسلام
سے بہرہ ور ہوا۔ شجرہ نسب اس طرح ہے حمزہ ربینہ بن ملک عثمان ربینہ بن
زیتی ربینہ بن ملک جہانگیر ربینہ بن موسیٰ ربینہ بن ملک احمد ریتو ربینہ بن
سنجر ربینہ بن ہمت ربینہ بن چند عرف رام چند ربینہ۔ سلطان العارفین
شیخ حمزہ مخدومی سنیہ میں بمقام تہجیر یگنہ اوتہر مچھی پورہ میں پیدا ہوئے
تذکرہ نویس ربینہ کی وجہ تسمیہ اس طرح لکھتے ہیں کہ ربینہ مدار الہام کو کہتے
ہیں۔ یہ زمانہ راجہ سہہ دیو کا تھا جس کو تذکرہ نویسوں نے سہیٹ بھی لکھا ہے
جب کشمیر پر ذالچو عرف ذوالقدر خاں نے غلبہ حاصل کیا تو راجہ سہہ دیو
کشتواڑ بھاگ گیا اس کا وزیر رام چندر گنگا کے قلعہ میں چھپ گیا۔ جب
ترکی فوج تباہ ہونے پر وزیر رام چندر نے حکومت منان اپنے ہاتھ
میں لی اور کچھ جہینے بھی نہ گزرے تھے کہ ربین شاہ نے رام چندر کو قتل
کر کے حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور رام چندر کی بیٹی کوٹ رانی سے
شادی کر لی۔ اس کے بیٹے کلاوہن چندر کو وزیر بنا کر اسے جاگیر عطا کی۔
اور اس کو دین اسلام کی طرف توجہ دلائی چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا

اور ربینہ کے خطاب سے نواز گیا۔ اس خاندان کے لوگ پشت در پشت بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ سلطان العارنین کا شیر خوارگی سے لے کر تادم زبیرت فقیروں اور بزرگوں سے تعلق رہا۔ آپ کی تمام زندگی میں کوئی یہ ثابت نہ کر سکا کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ حضرت شیخ حمزہ مخدومی نے جب مکتب جانا شروع کیا تو ایک دن راستے میں بچوں کے ساتھ گلی ڈنڈا کھیلنے لگے۔ آپ کے والد بزرگوار اچانک وہاں سے گزرے اور آپ کو زور کو بکھا۔ آپ نے ہمیشہ کے لئے کھیل کود سے توبہ کی اور تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے دادا زبیری ربینہ آپ کو شہر لے گئے اور حضرت بابا اسماعیل انجاری کے بیٹے بابا فتح اللہ کی خدمت میں جو ربینہ قبیلہ کے پیر طریقت تھے، کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ ایک برس تک ان سے قرآنی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد شمسی چک کے مدرسہ میں بیس برس تک دینی تعلیم سے استفادہ کرتے رہے یہاں آپ نے فقہ و حدیث منطق تفسیر فلسفہ اخلاقیات اذکار اور تصوف تمام علوم دینی سے اپنے دل و دماغ کو روشن کیا۔ سلطان العارنین حمزہ مخدومی بڑے روشن خیال بزرگ تھے۔ آپ کو شیعہ و سنی فسادات کے دوران علی شاہ چک نے قید نظر بند بھی کیا تھا۔ پھر آپ کے ایک دوست خواجہ طاہر رینق آشفانی جب آپ سے ملاقات کے لئے قصبہ ہمیرو گئے تو حمزہ مخدومی صاحب نے ان کو ہمراہ ملا یعقوب صر فی شیخ العلماء بابا داؤد خاکی۔ شیخ احمد چاگلی۔ مہدی ملک وغیرہ اکبر شاہ کے پاس دہلی روانہ کیا چنانچہ شہنشاہ اکبر

کے پاس دہلی روانہ کیا۔ چنانچہ شہنشاہ اکبر نے کشمیر کو اپنی سلطنت میں داخل کیا اور اس طرح ان بزرگوں کی کوششوں سے کشمیر کو فرقہ پرستی سے نجات حاصل ہوئی۔ خطہ کشمیر میں آپ کے بہت خلفاء و مرید ہیں۔ بابا نصیب الدین غازی۔ سیمباری۔ بابا داؤد خاکی نے آپ کے نام پر ایک تذکرۃ العارنین برہان کشمیر لکھی ہے آپ کے خالص خلفاء کے اسم گرامی یہ ہیں۔
حضرت بابا داؤد خاکی۔ نوروز ریشی۔ میر حیدر تارہ بلی۔ شیخ احمد چاگلی مہدی ملک۔ شیخ محمد اسلام۔ شیخ زیتونی ریشی۔ خواجہ عبداللہ آشفانی۔ مولانا شاہ دولت اللہ۔ شیخ کینکی ریشی۔ شیخ بابا علی ربینہ۔ ملا عبدالعزیز مولوی ابراہیم شیخ محمد یادی اور بابا نور الدین۔ آپ کے ان خلفاء میں بابا داؤد خاکی نے بڑی شہرت پائی تمام کشمیر میں آپ کے عقیدت مندوں کا زور ہے اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ تمام مظفر آباد ضلع کے لوگ آپ کے ختمات و وظیفہ باقاعدگی سے ہر ماہ کرتے ہیں۔ آپ کی بہت کراہتیں بھی زبان زوخلایق ہیں۔ آپ کی ایک بیکرامت بہت مشہور ہے کہ جب آپ زہد باہ انکار و اذکار میں مصروف ہوئے تو آپ کے خاندان کا ایک فرد کو کہ ربینہ نامی تھا جو بڑا بار سوخ اور چال باز آدمی تھا اس نے آپ کو دیوانہ مشہور کر کے ہندام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ وہاں سے چلے گئے اور ایک پہاڑی کے دامن میں چھپ گئے جب وہاں بھی لوگوں میں چرچہ ہوا تو آپ کو خاندان والے گھر لے جانے کے لئے آئے لیکن آپ نہ گئے۔ آپ نے اپنے مخالفین کو بزدادی۔ کو کہ ربینہ کی اولاد اب

بھی موجود ہے۔ اس بد دعا کا اثر یہ ہے کہ وہ لوگ بوڑھے جلدی ہو جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کو کون کی زندگی میسر نہیں آتی۔ ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔ آپ کے بھائی بابا علی ربینہ بھی بڑے بزرگ تھے اور آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے آپ کے تذکرہ میں ایک کتاب تذکرۃ العارفین فارسی میں لکھی ہے۔

تمام کشمیری لوگ مشکل اور سخت کام میں آپ کا ولیفہ اور ختم شریف پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سائل کی مشکل آسان کر دیتا ہے۔ آپ کے ایک مرید سکین ثنا اللہ کہیری نے آپ کی منقبت لکھی ہے جو کہ آپ کے عقیدت مندوں میں محبوب اور مشہور ہے اس کے چند اشعار بر زبان کشمیری بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

کشمیری

غمگین و دلناشاد چھم
سلطان مہانو داد چھم
دربار چانک پھوس مرید
تنت و اتنوی زونیم مرید
سید جلال اجداد چھم

اردو ترجمہ

غم زدہ ہوں ناشاد
میری درانی دوا تو ہے
تیرے دربار کا مرید
وہاں پہنچنا میری غید ہے
اولاد میں سید جلال کی ہوں

کچھ نہ تھا جس قسم کا بیمار آتا تھا اچھا ہو کر جاتا تھا۔

سلطان العارفین نے بعد علی شاہ چک کے اس دنیا فانی سے زوت سفر باندھا اور جان مالک حقیقی کے حوالے کی آپ کا وصال مبارک ۵۹۸۳ھ ماہ صفر ۲۲ میں بمقام سرنگم میں ہوا۔ تہ تیغ وصال آپ کے خلیفہ خاص شیخ العلماء بابا داود خاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف قصیدہ درد المریدین میں اس طرح لکھی ہے۔

شیخ حمزہ مرشد والا گھر فوت شد در لبت و چہارم از صفر
زفت اکمل یافت فضل کردگار عاقبت در نہ صد و ہشتاد و چار
(قصیدہ درد المریدین کا پہلا شعر)

شکرہ للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است
شیخ شیخال شیخ حمزہ چون مراد ہر شدہ است



آپ کا مزار مبارک قلعہ ہری پور بیت کوہ ماراں پر ہے مزار شریف کے باہر آپ کے روحانی عقیدت مند شیخ غلام محی الدین صوبہ کشمیر کا مزار بھی ہے اور احاطہ کے اندر بیگم امیر شہ علی خان مرحوم کی قبر ہے۔ آپ کے آستانہ کے قریب ایک حمام بھی ہے جس کو عقیدت مند مرد اور عورتیں مشکوں اور گھڑوں سے بھر دیتے ہیں۔

بابا داود خاکی لکھتے ہیں کہ بکثرت افکار و شب بیداری کے اور رات دن نالہ گریہ زاری کے مفزع مر مبارک کا گذار ہو گیا سوائے ہڈیوں کے

ماہر محتاج تو حاجت روا
کاشم علم آستم راضی شہاد
چاند دربار نیک گدا چہا روا
از کر موبع نہر از کریم حاجب روا
المدو یا شیخ حسنہ پیر ما
در بدر فیرن تر نیرن چہا روا
المدو یا شیخ حسنہ پیر ما
ترجمہ :- تو تمام کی حاجت روا کر۔ علم آزاد کر راضی رہے۔
تیرے دربار کا گدا ہو کر در بدر پھر نا اچھا ہے۔



ابوالفقر شیخ العلماء بابا داود خاکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خط بے نظیر کے بلند مرتبہ اولیاء کرام میں تھے۔ سربیکر کے گنائی
خاندان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ملا یعقوب صرفی کے خالہ زاد
بھائی تھے۔ انیسویں کے کسی تذکرہ میں آپ کے مفصل حالات نہیں ملے۔ آپ
کو چھوٹی عمر میں ہی حصول علم کا شوق تھا محلہ علاء الدین پورہ خالقاہ معلیٰ کے
پاس ایک مدرسہ ہوتا تھا وہاں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صدر
مدرس جن کا نام گرامی سید اسماعیل بھٹانی تھا۔ آپ کے ساتھ بڑی محنت
کرتے تھے اور بڑی جاں فشانی سے آپ کو پڑھایا۔ قرآن مجید آفند ملا فیبر
کو بامی سے حفظ کیا نارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ بادشاہ وقت کے

اتباع اور استاد مقرر ہوئے۔ ایک دن اچانک سلطان العارنین شیخ
حمزہ مخدومی سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ مخدوم صاحب کی ایسی توجہ
ہوئی کہ تمام عیش و آرام سے بے پرواہ ہو گئے اور خدمت مرشد میں حاضر
ہو کر غرق خلالت حاصل کی تاحیات مرشد۔ انکی سواری کے آگے آگے
دوڑتے پھرتے تھے۔

مرشد کی نظر کرم اتنی ہوئی کہ فنا فی الشیخ ہو گئے اور انہوں نے امام اعظم
ثانی کے خطاب سے نوازا۔ فنا فی الشیخ ہونے کے باوجود تالیف کا سلسلہ
بھی جاری رہا۔ مرشد کے حالات زندگی پر کتاب ”دوا المریدین“ اور اس کی
شرح ”دستور اسالین“ تحریر فرمائی اس کے علاوہ ”قصیدہ جلالیہ“ اور رسالہ
عالیہ ”مخدوم جہانیاں جہان گشت“ کے نام پر آپ ہی کی تصانیف ہیں۔
مخدوم صاحب کے علاوہ حضرت سید احمد کربانی اور میر سید اسماعیل شانی
اور مولانا شیخ محمد مخدوم جیسے بزرگوں سے بھی فیض حاصل کیا پھر حکم مرشد
سیروسیت کے لئے نکلے کشمیر سے ہندوستان اور لاہور میں حضرت
ابشاء فاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ شاہ محمد غوث رح
محمد باقر نقشبندی کشمیری اور میاں میر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت
سے مشرف ہوئے۔

مکانات میں شاہ رکن الدین سہروردی اور دیگر بزرگان اولیاء کی زیارت
سے بھی مستفیض ہوئے اور تمام حضرات سہروردیہ کی زیارتیں کیں۔ وہاں
سے اوتج شریف آئے اور حضرت جلال الدین جہانیاں جہان گشت رحمۃ اللہ

کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بے اندازہ فیض و برکات حاصل کئے۔ اسی دوران آپ نے قصبہ جلالیہ تالیف فرمایا۔ جب قاضی موسیٰ شہید کو چک بادشاہ علی شاہ ثقیہ القلی نے شہید کیا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ حضرت یعقوب صرفی کے ہمراہ داروہند ہوئے اور اکبر بادشاہ کو کشمیر کی دردناک کہانی سنائی۔ اس نے قاسم خاں رنوی کی سرکردگی میں فوج دے کر کشمیر بھیجا اور اس خطہ کو آزاد کر کے مسلمانوں کے زیر اثر کر کے ہندوستان کے ساتھ الحاق کیا۔ آپ جب کشمیر سے نکلے تھے تو عہد کیا تھا کہ جب تک قوم کی بادشاہت ختم نہ ہوگی۔ کشمیر واپس نہیں آؤں گا۔ چنانچہ جب چک قوم کی حکومت نیست و نابود ہوئی تو آپ پھر واپس کشمیر آ گئے۔

۹۹۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک مرث کے پاؤں کے قریب ہے۔ آپ کے دو مشہور خلفاء ہیں۔ جنہیں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ خواجہ محمد پادسہ۔ ابو الفخر بابانصیب الدین۔



ابو الفخر بابانصیب الدین غازی: بیجاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے مشائخ عظام و کرام میں مرتبہ ابدالیت رکھتے ہیں۔ ۹۸۵ھ بمقام بیجاریہ میں جو کشمیر کا ایک قصبہ ہے۔ سلطان علی چک کے دور میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ حسن تھا۔ عہد خور و سال میں ہی صحبت مشائخ میں رہا کرتے۔ آخوند ملا یوسف گنائی کو ہامی سے قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی فقہ تفسیر حدیث دینی و مذہبی علوم ملا آخوند کمال الدین کشمیری سے حاصل کئے بعد ازاں حضرت بابا دادو خاں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرقہ خلافت حاصل کیا۔ تمام عمر شریف ترک الدنیا میں رہے بلکہ آپ نے غذا سے بھی پرہیز رکھی۔ موسمی پتے کھا کر گزارا کرتے تھے کہ نہ ٹھنڈا پانی پیتے نہ گوشت کھاتے نہ روٹی۔ جو اپنی غذا بنائی وہ بھی کئی دن کے بعد کھاتے تھے۔ صوفیائے اور علماء کی خدمت میں مصروف رہتے مساکین، غرباء، فقر اور مسافروں کی خدمت شعار بنائے رکھا۔ صاحب قاریخ دیبیری لکھتے ہیں کہ آپ نے شہروں اور دیہات میں جا کر تبلیغ دین کی اور وہاں مساجد خانقاہیں اور دینی ادارے قائم کئے ہندو رسومات و بدعات کے لئے اعلانیہ بے خوف کوشاں رہے تقریباً دو لاکھ سے بھی زیادہ آدمیوں کو اپنی ارادت مندی میں داخل کیا۔ آپ کی تمام عمر شریف میں ایک دم بھی ایسا نہ گزرا۔ جو یاد خدا سے غافل ہو۔ آپ باکر امت ولی اللہ تھے۔

آپ کی ایک کرامت بہت ہی مشہور ہے کہ آپ کا ایک لڑکھنڈ نقل کے
کیس میں پھنس گیا تھا اور سخت دوار پر بھیجا جانے والا تھا کہ اس نے
آپ کی طرف توجہ کی آپ نے روحانی طور پر نظر عنایت کی اور وہ بچ نکلا۔
آپ کے خلفاء کی بہت بڑی تعداد ہے جو کہ بہت مشہور اور مصروف
ہوئے ہیں۔ چند حضرات کے اسم نامے گرامی یہ ہیں۔

خلیفہ خاص حاجی بابا کشمیری مجذوب - عارف مالک بابا عبد اللہ
غازی - حضرت شیخ یعقوب - بہرام شیخ قدس سرہ - بابا داؤد مشکواتی
قدس سرہ -

آپ کو شاعری سے بھی بڑی دلچسپی تھی اور آپ کا زیادہ تر کلام عارفانہ
تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقبت اور نعت گوئی فارسی و
کشمیری میں طے جلی ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں جو کہ مولف
کے پاس اپنے بزرگوں کی بیاض سے نقل کئے گئے ہیں۔

یا ہویا من لاله الہ ہونام از تو چند سوزم در فراقت یا محمد مصطفیٰ
کام از تو خاص از تو عام از تو کی بہ بنیم من خجالت یا محمد مصطفیٰ
صبح از تو شام از تو دنیا فانی صد نہران پیمو من صد چاک کردہ پیرن
باقی تو از تو دنیا فانی باقی تو جان فشاں بہر خاک راجت یا محمد مصطفیٰ

منظری دنیا توئی تا چند باشی میکنہ

انظر انتا قیامت یا محمد مصطفیٰ

(بدگاہ تافہنی الحاجات)

ذکر از تو فکر از تو ذوق از تو شوق از تو از تو سوز از تو درد از تو دنیا فانی باقی تو
عاجز اند بہر شفاعت یا محمد مصطفیٰ
یا جبینی یا معنی یا شفیع المدینین اسلام والسلامت یا عسہ مصطفیٰ
ہمینہ بریان دیدہ کر بیان دلکبا دھجے نو عاشقانہ از ندامت یا محمد مصطفیٰ
من بدر دنیا مست کشتم شہوہ کروم امر تو چند کریم از خجالت یا محمد مصطفیٰ
چون بفریم میکنہ از ندکین بیکر تو من پاس کروم تو کروم حمایت یا محمد مصطفیٰ



آپ کی تصنیف "نوزنامہ" یا "ریشی نامہ" ہے۔ اس میں آپ نے شیخ
نور الدین ولی اور حضرت ایشیا المعروف خاوند محمود کے حالات درج کئے
ہیں۔ یہ قابل قدر کتاب کشمیری زبان میں ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا
ہوں کہ کئی تذکرہ نویس اور مورخ حضرات نے اس کتاب کو شیخ نور الدین کی
تحریر کردہ فارسی زبان میں لکھا ہے لیکن یہ صریحاً غلط ہے۔ حالانکہ یہ کتاب
آپ نے ہی شیخ العالم کے حالات پر لکھی ہے جو زبان کشمیری میں ہے۔
بابا صاحب کے بارے میں ہی جناب مخدوم صاحب حمزہ نے فرمایا تھا کہ
جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب نصیب الدین کا ہے اس کا وارث نہیں
وہ ہے وہ میرا بیٹا ہے آپ کی وفات ۱۰۳۷ھ حجہ محرم کی ۱۳ تاریخ کو
ہوئی مزار مبارک کشمیر جیارہ میں ہے۔



خواجہ نور محمد کلاشیوی قدس اللہ سرہ

آپ خط کشمیر کے مشہور و معروف اولیاء عظام اہلکارین میں سے ہیں۔ آپ رئیس کشمیر کہلاتے تھے۔ شروع میں کشمیر میں تجارت کرتے تھے اور ملک التجار کے لقب سے نوازے گئے۔ آپ نے درس و تدریس اور خرقہ خلافت کا سلسلہ نقشبندی کے مشہور بزرگ حضرت ایشیاں المعروف خاوند محمود رحمۃ اللہ سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مدائذہ محمد شاہ بدخشیانی کی بااثر صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ بچپن میں ہی صحبت مشائخ اولیاء میں رہا کرتے اور ان کے ارشادات گرامی سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے شہاب الدین ابومظفر شاہ جہاں کے دور میں ۳۴۰ھ میں وفات پائی مزار مبارک کشمیر میں زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔ آپ کی پہلے اولاد کوئی نہیں تھی جب آپ نے حضرت ایشیاں سے خرقہ خلافت حاصل کیا تو ان کی نظر عنایت سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کا عطا فرمایا جس کا نام حضرت ایشیاں خاوند محمود ابراہیم نے ابوالفتح کھور کھاوہ مادرزادہ ولی تھا۔ آپ کے بعد انہوں نے نام روشن کیا آپ کا مزار مبارک بھی کشمیر میں واقع ہے۔



خواجہ داؤد بابا مشکواتی رحمۃ اللہ علیہ اسرارہم

آپ کشمیر کے بڑے بلند پایہ بزرگ اور محدث تھے آپ کو تمام مشکوٰۃ شریف زبانی یاد تھی جس کی وجہ سے آپ کو مشکواتی کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مسعود غوری تھا۔ آپ کے جڑا اعلیٰ دہلی سے کشمیر آئے تھے۔ اور منصب سپہ سالار و مدار العمامی پر مقرر ہوئے آپ ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی کے مرید اور خلیفہ تھے بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ عطار کے پند نام میں منطق الطیر کے طرز پر ایک کتاب بھی لکھی جو کشمیر میں آج بھی دستیاب ہے۔ افسوس کہ آپ کے تفصیلی حالات کسی تاریخ سنائذکرہ میں نہیں ملتے۔ آپ نے ۱۰۹۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ مزار شریف بجیارہ کشمیر کے قریب میں واقع ہے۔



حضرت شیخ یعقوب صرنی مامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے محدث، مفکر اور بڑے پایہ کے ادیب اور کلام میں سے گذرے ہیں بلکہ آپ کو شیخ الاسلام کہنا بجا ہوگا۔ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تذکرہ دربار اکبری تاریخ پاک دہند میں جگہ جگہ ملتا ہے آپ کو اکبر بادشاہ کے دور میں حاجی ثانی کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ کا تعلق کشمیر کے مشہور گٹائی خاندان سے ہے۔ والد گرامی کا اسم مبارک خواجہ حسن مامی تھا جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ کشمیر کے اکابر امرا میں سے تھے۔ آپ ۹۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور پھر تحصیل علم حضرت مولانا حاجی کے شاگرد رشید مولانا محمد رحمۃ اللہ سے کی اور بارگاہ استاد سے حاجی ثانی کے لقب سے نوازے گئے۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد راہ سلوک میں قدم رکھا تو ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ روحانی فیض حضرات امیر کبیر سید علی ہمدانی سے حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت مخدوم شیخ حسین خورزمی کی بیعت کا ارادہ کیا مگر آپ کے والد گرامی اور استاد محترم کو خطہ لاحق ہوا کہ کہیں امیر کبیر علی ہمدانی اس میں مانع نہ ہوں چنانچہ آپ تمام خطرات سے بے پروا ہو کر کشمیر سے سمرقند تشریف لے گئے اور حضرت شیخ خود نے کی خانقاہ کے سامنے بیٹھ گئے حضرت شیخ کو

آپ کے آنے کا نور باطن سے حال معلوم ہوا۔ تو وہ آپ سے ملنے کے لئے باہر تشریف لائے۔ اور اپنے ہمراہ خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے خانقاہ کے لنگر کے لئے لکڑیاں لانے پر معذور کیا۔ آپ نے تھوڑے عرصہ میں ہی راہ سلوک طے کر کے مرشد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد خلافت مرشد کامل نے واپس کشمیر رخصت کیا کہ جا کر خدمت اسلام میں مصروف ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تصرفات کے دروازے کھول دیئے۔ طالبانِ حقِ جوق در جوق آکر آپ سے بیعت ہوئے اور روحانی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ دو دفعہ حج بیت اللہ کے لئے گئے مدینہ منورہ کے بہت روحانی پیشواؤں کی مجلس کی راضی و فہم سے جب آپ واپس آئے تو اس وقت چک قوم کی بادشاہیت کشمیر میں تھی اور سنی شیعہ فسادات بڑے پیمانہ پر تھے۔ آپ نے بڑی کوشش کی لیکن جب قاضی موسیٰ شہید کو علی چک بادشاہ کشمیر نے قتل کر کے باہقی کے ساتھ باندھ کر سارے شہر بچھرایا تو آپ کو بڑا رنج و دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ ہمراہ شیخ العلماء بابا داؤد خاکی و بابا اسماعیل آنچاری اور بابا مہدی سہروردی کے دہلی آکر اکبر بادشاہ سے ملے جس نے کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے لشکر بھیجا آپ اس لشکر کے ہمراہ تھے۔ بڑی جانفشانی اور کوشش سے کشمیری مسلمانوں کو نجات دلائی اور کشمیر مسلمان حکمران کے زیر اثر آگیا۔ کشمیر آکر آپ نے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور بقایا عمر بدایتِ خلق میں گزار دی آپ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے پایہ کے مفسر بھی تھے۔ آپ کی بہت سی تصانیف کا ذکر

بھی تاریخ نویسوں نے کیا ہے۔ کچھ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور کچھ
بے مطبوعہ ہیں۔ تفسیر قرآن۔ منسلک اخبار یلمیٰ مخبوں۔ مفاز فی النبوت
مقالات مرشد مناسک حج شرح صحیح بخاری جو طبع ہو چکی ہیں۔

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے روحانی پیشوا تھے۔ ہمالیوں بادشاہ
کو آپ سے دلی عقیدت تھی۔ اکبر اعظم نے بھی اکثر آپ کو اپنی مجالس میں
شریک کر کے طرح طرح کی مراعات سے سرفراز فرمایا۔ ملا عبدالقادر بدایونی
سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے انہوں نے آپ کی خدمات پر منتخب
التواریخ جلد سوئم صفحہ ۱۲۲ پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔ آپ لکھتے ہیں
کہ یعقوب صرفی قابل گئے وہاں مولانا جلال الدین دوانی و میر عبداللہ اور
ابو المعالی وغیرہ سے ملاقات کی کولاب میں جا کر بزرگوں سے فیض حاصل کیا
"ناشعند" یار قند مشہر طوس شام، خراسان اور عراق سے ہوتے ہوئے۔
بنداد گئے۔ جہاں آپ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فرقہ حاصل کیا اور
ہندوستان واپس آئے ہجرات میں سید محمد مہدیؒ سے بلوچستان میں
ابراہیم خاموشؒ سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے دہلی میں شاہ
عبدالعزیزؒ سے لاہور میں شیخ موسیٰ آہنگارؒ سے فیض حاصل کیا قیام ہندوستان
کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ سے
علم حدیث اور تصوف کا درس لیا۔ آپ کی رباعیات کے چند شعر پیش
خدمت ہیں۔

مقصود تو صرفی کی محبوب رسی یا یوسف خواہش تن چو یعقوب رسی

گرمہست مناسبت بمطوب ترا امید کہ از قلب بمطوب رسی
وصال مبارک ۱۲ ذی قعدہ پنجشنبہ ۱۰۳۳ ہجری بعد از نماز عشاء یہ عمر
شہنشاہ اکبر ہوا۔ مزار شریف زمینہ کدل یا پل میں زیارت گاہ خاص و عام



حضرت قاضی موسیٰ شہید رحمۃ اللہ علیہ السلام

آپ کشمیر میں علم و عمل اور دنیاوی جاہ و چشم کے لحاظ سے بڑے بلند پایہ
کے بزرگ تھے۔ یعقوب خاں چک والی کشمیر نے جو نہایت معتصب و
ظالم درجہ کا شیعہ تھا۔ آپ کو حکم دیا کہ آپ سینوں کو اذان میں اَشْهَدُ
أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ کے اضافہ کی ترغیب دیں لیکن حضرت قاضی صاحب
نے والی کشمیر کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ظالم بادشاہ نے آپ کو
شہید کر کے جسد مبارک کو باغی کی دم سے باندھ کر تمام شہر میں گشت کرائی تاکہ
عوام الناس اور رعایا دہشت زدہ ہوں۔

اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ کشمیر کے عام و خاص میں اشتعال و پہچان پیدا
ہو گئی۔ حضرت یعقوب صرفی۔ شیخ الاسلام اور حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت
بابا داؤد خاکی امراہم غیرت دین کے جوش میں آ کر اکبر بادشاہ کے پاس
دہلی و قزو کی شکل میں آئے۔ بادشاہ کو کشمیر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی

اور چند معقول شرائط پر اس کے ساتھ تعاون کا عہد کیا چنانچہ اکبر بادشاہ نے قاسم خاں رضوی کی معیت میں فوج دے کر کشمیر پر قبضہ کیا اور یعقوب خاں چک کے ظلم اور تشدد سے کشمیری عوام کو نجات دلائی۔ قاضی صاحب کا یہ واقعہ دروناک ۹۹۳ھ میں پیش آیا۔ اکبر بادشاہ نے ۹۹۴ھ میں کشمیر پر قبضہ کیا۔ یعقوب خاں چار سال تک روپوشی کی زندگی گزارتا رہا آخر ۱۰۱۹ھ میں گرفتار ہو کر کیفرِ کرم وار تک پہنچا۔ اس دروناک واقعہ کا ایک امر قابل ذکر ہے کہ جب قاضی موسیٰ شہید کی لاش مبارک کو گشتِ کمر اتے ہوئے آپ اپنے در دولت کے پاس سے گزرے تو آپ کی دالہ واجہ اپنے مکان سے باہر آئیں اور اپنے مقدس بیٹے کی لاش دکھ کر نہ تو ماتم کیا نہ کپڑے پھاڑے نہ نوحہ خوانی کی۔ بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ شکر ہے پروردگار کا کہ میرا فرزند دلہند اپنا سر راہِ خدا میں لٹا کر شہید ہوا۔ آپ حق اور باطل کی تاریخ کا ایک باب بن گئے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔



حضرت بابا مسعود نروری قدس سرہ

آپ حضرت سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے اور شہر کے اغنیاء میں سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرمان سے ملتان آئے اور وہاں سے کشمیر گئے سنت نبوی کے پابند اور عاشقِ رسول تھے۔ روفیق و بدعت کے سلسلہ میں نہایت شاندار تاریخی کارنامے انجام دیئے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ کی اولاد میں کئی مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ بابا مجنون نروری اور مولانا انور شاہ کشمیری قابل ذکر ہے۔



حضرت خواجہ احمد سیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۵۶۲ھ میں ترکستان سے ہجرت کر کے کشمیر میں آئے۔ آپ ترکستان کے ایک قریہ یسی میں پیدا ہوئے۔ اپنے جدِ اعلیٰ یوسف ہمدانی کے مرید اور خلیفہ تھے جو امام الوقت اور بڑے پایہ کے ولی اللہ اور محدث تھے۔ آپ صاحب علم اور صاحب فضل و مظہر۔ کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ صلیب و عابد زاہد اور توکل میں ممتاز تھے۔ اپنے وطن مالوف سے بغرض سیاحت کے نکلے حرمین شریفین بیت المقدس شام عراق روم روس سے ہوتے ہوئے کابل آئے۔ پھر ہندوستان داروہوئے یہاں سے

خط کشمیر بے نظیر میں قدم رکھا اور فردوس بریں کی آبشاروں اور کوساروں اور دلایت اولیاء کی بستی میں ایسا دل لگیا کہ واپس نہیں گئے آپ کبھی کبھی ملا شاد قادری کی خانقاہ پر بھی جایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ معین الدین خاوند ابن حضرت ایشاں خاوند محمود کو آپ کا پتہ چلا تو وہ انہیں اپنی ہمسائیگی میں لے گئے۔ آپ کے علمی اور روحانی فضل و کمال سے اہل کشمیر نے بے انتہا علم و فیض حاصل کیا۔ ۱۱۶۶ھ میں وفات پائی مزار ٹریلٹ احاطہ زیارت نقشبندی میں ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔



حضرت بابا اسماعیل قادری آنچاری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خط کشمیر کے گمنام بزرگ اور محذوب میں گزرے ہیں بڑے بے کمال اور صاحب جمال تھے اپنے آپ کو عوام کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ پہلے ان پڑھ تھے۔ اس حالت میں ایک دن مولانا علامہ خواجہ ابوالفتح کلوصاحب متوفی ۱۱۵۰ھ اور خواجہ حبیب اللہ متوفی ۱۱۵۰ھ کی صحبت و ارادت اختیار کی اور ظاہری باطنی احوال کی اصلاح کے علاوہ علوم شرعیہ بھی حاصل کیا اور فقروا ستغنا کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ بدعات سے بالکل اجتناب فرماتے۔ پھر حضرت خواجہ

حبیب اللہ ٹٹو سے سند خلافت ملی جو صاحب کشف بزرگ گزرے ہیں آخر جلوس عالمگیری کے زمانہ میں وفات پائی مرینگر کے قریب انچار میں دفن ہیں



حضرت بابا الطیف رینہ رشتی رحمۃ اللہ علیہ سرہم

آپ کا اصلی نام پہلے لدی رینہ تھا۔ کشمیر میں حضرت مخدوم حمزہ کے اسلاف سے نسبت رکھتے ہیں۔ آپ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ ایک دن آپ شیخ نور الدین ولی کے پاس حاضر خدمت ہوئے شیخ صاحب نے فرمایا کیوں آئے ہو؟ تو بابا الطیف رینہ نے فرمایا آپ کے دیدار کے لئے آیا ہوں۔ حضرت شیخ نور الدین ولی نے فرمایا جب تک دوست دوست کا کام نہ کرے دوستی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے بابا صاحب نے فرمایا دوست کا کیا کام ہوتا ہے؟ نور الدین ولی نے فرمایا کہ حق کا حکم بجالانا۔ بابا صاحب نے فرمایا حق کا بجالانا کیا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا مسلمان ہونا اپنے معبود کا بندہ ہونا۔ بابا صاحب نے فرمایا مسلمان نہیں ہوں گا اللہ کا بندہ ہو جاؤں گا۔ حضرت شیخ نور الدین ولی نے فرمایا معبود کون ہے؟ بابا صاحب نے فرمایا صنم۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ رزق حلال کھاؤ عابد صنم کے ہو جاؤ۔ (تنا کہنا مخفا۔ کہ

بابا صاحب پیچ مار کر یہ ہوش ہو گئے۔ ہوش آتے ہی شیخ نور الدین ولی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور بقایا تمام عمر ریاضات و عبادات میں گذاری۔ ناروگر یہ زار کرتے رہتے۔ آپ کے مکمل حالات نہیں مل سکے مقبرہ آپ کا کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا محمد مہدی سہروردی کبری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگ عارف باللہ شاہ بابا عبداللہ غازی گذریائی خلیفہ خاس ابو الفقا بابا نصیب الدین غازی امراہم کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ آپ کو بابا عبداللہ غازی نے اپنے سال کے بعد ہدایت خلق و خدمت دین کی تلقین کی تھی۔ جب بابا صاحب اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو آپ مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ رزق حلال حاصل کرنے کے لئے زراعت پیشہ اختیار کیا۔ ایک مدت تک بارہ مولا میں سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد شہر میں آکر خلق خدا کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

مذکورہ شاہ بابا عبداللہ غازی مولانا غلام حسن گذریائی لکھتے ہیں کہ آپ سنت نبوی کے بڑے پابند تھے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اسلاف کے طریقوں کی پیروی کرنے میں بڑی ہمت رکھتے تھے۔

جہاں جاتے وہاں مسجد بار راستہ بناتے اور مسافر خانہ تعمیر کراتے آپ نے سیر سیاحت بھی کی۔ تہذیب اسکندریہ و لاریخ اور علاقہ دراویش گئے۔ آخر ۱۰۰ سال سے اوپر عمر پائی ۱۰۰ سالہ میں وفات ہوئی اور محلہ سید عبداللہ ندوی میں مدفون ہوئے۔ مفتی غلام سرور خندہ پتہ الاصفیاء میں لکھتے ہیں۔

شیخ مہدی ولی عالی جاہ رفت چون از جہان سخت صاف
سال تاریخ جلالت سرور گفت مخدوم مہدی کشف



حضرت شیخ یعقوب مجذوب متانہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے بے حال و قال صوفی بزرگ گذرے ہیں۔ متانت فقیر تھے۔ آپ خلیفہ و مرید ابو الفقا بابا نصیب الدین غازی امراہم کے تھے۔ پہلے آپ عبادت میں مگن رہتے تھے بعد میں مرشد کی نظر عنایت سے اتنا مست جام الفت ہوئے کہ اپنے آپ کو بھول گئے ایک دفعہ آپ کسی پہاڑی کے غار میں ڈیڑھ ماہ بے آب و طعام خواب رہے ایک شب کسی زمیندار کے ہاں تشریف لے گئے۔ رات زیادہ ہونے کی وجہ سے دروازہ کسی نہ کھولا برف باری کا موسم تھا۔ کپڑوں سے بھی بے نیاز صبح تک برف میں پرے

رہے اور کوئی پرواہ نہ ہوئی۔ برف حرارتِ عشق سے پگھلتی رہی جب صبح ہوئی تو آپ کے ارد گرد برف کا نام و نشان نہ تھا۔ آپ مست و مدہوش اتنے ہوئے تھے کہ پاؤں میں گھونگھرو باندھ کر اور سر پر مرغ رکھ کر ناپختہ چھرا کرتے۔

آپ کے متعلق عبدالصمد صرام، مؤلفہ تاریخ تصوف کے مطابق کشمیر کے جو لوگ گھونگھرو باندھ کر ناپختہ ہیں۔ یہ سب ہندوؤں کی رسم ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسم عاشقِ الہی والوں اور عاشقِ محبوبِ الہی والوں کے پیار کی ہے۔ آپ کے ارادت مندوں کا کشمیر میں بہت چہرچاہے۔ آپ کے خلفاء اور مریدیں آج تک آپ کے طریقت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۴۰ھ میں ہوا مزار مبارک مضافاتِ اسلام آباد سرینگر میں ہے۔



حضرت بابا نوروز ریشی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے رئیس الامراء میں ہوتا تھا۔ ابتداء میں آپ بڑے جابر اور ظالم مشہور تھے آپ ایک مرتبہ آپ جنگل میں بغرض شکار گئے۔ ناگاہ شیخ نیک ریشی کہ اولیاءِ عظام میں سے تھے ان کو جنگل میں دیکھا کہ ان کے سامنے دسترخوان بچھا ہے۔ صحرائی جانور کھانے میں مشغول ہیں۔ اتفاقاً ایک ریچھ نے ایک گیدڑ کے حصہ پر دست درازی کی گیدڑ نے شیخ سے فریاد کی۔ شیخ نیک ریشی نے فرمایا اے ریچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوروز ظالم کا تجھ پر سایہ پڑا ہے یہ سن کر ریچھ اتنا ڈرا کہ گردن آپ کے قدم مبارک پر رکھ دی اور غدر خواہی کی یہ تمام ماجرا نوروز ریشی نے دیکھا تو ایسے تائب ہوئے کہ کپڑے پھاڑ ڈالے اور نہایت شوق سے درویش نیک ریشی کی خدمت میں رہ کر مقاماتِ سلوک طے کر کے بقایا عمر ریاضات و عبادات میں گذاردی دی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے ۹۹۰ھ میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں حاجتگاہ خاص و عام ہے



حضرت بابا والی ولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ترکستان سے ہجرت کر کے ۹۹۹ھ میں کشمیر آئے۔ شیخ حسین نورزی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ محمد شریف کبروی سے بھی استفادہ حاصل کیا۔ کشمیر میں آکر خانقاہ شاہ ہمدان میں اقامت اختیار کی اور اکثر جذب و استغراق کی حالت طاری رہتی۔ کسی بد بخت شیعہ نے آپ کو کھانے میں زہر ملا کر دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ان سلسلہ میں پیش آیا۔ آپ کی ایک کرامت مشہور و معروف ہے کہ شیعوں نے ازراہ مذاق اور آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایک دن ایک زندہ شخص کو تابوت میں ڈال کر مردہ قرار دے کر لائے اور آپ سے جنازہ پڑھانے کے لئے کہا ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ بڑے بزرگ ہیں اس کو زندہ کر کے دکھائیں ورنہ نماز جنازہ پڑھا دیں تاکہ اس کی مغفرت ہو جائے جناب شیخ نے ہر طرح ان کو اس عمل سے باز رہنے کا کہا لیکن شیعہ حضرات رضامند نہ ہوئے جب ان کے اصرار پر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ملک الموت نے اس وقت اس کی روح قبض کی نماز جنازہ پوری ہوئی تو مردہ نہ اٹھا جیسا کہ ان کا خیال تھا شیعہ حضرات متعجب ہوئے اور تابوت کا پردہ اٹھایا تو اس شخص کو مردہ پایا۔ آپ سے عرض کی کہ اس کو زندہ کریں۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ واقعہ مردہ ہوتا تو میں خدا کے حکم سے زندہ کرتا لیکن یہ

تو زندہ تھا۔ اس لئے اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا ہے۔



حضرت شیخ بہرام سہروردی کبیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید بابا نصیب الدین غازی کے تھے ترک تجارت کر کے زیارت حسین ثمریہ میں مشرف ہوئے اور بوجہ زہد و ریاضت کے اس قدر لاغر تھے کہ جسم مبارک پر سوائے ہڈی اور کھال کے گوشت کا نام نشان نہ تھا اظہار کرامت سے پرہیز کرتے تھے۔ ہمیشہ سرد پانی سے وضو فرمایا کرتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان میں ایسا چشمہ جاری کیا کہ جاڑے کے موسم میں اس کا پانی گرم اور گرمی کے موسم میں سرد رہتا ایک مرتبہ شیخ مراد ٹنگ آپ سے ملنے آئے اور راستہ میں خیال کیا کہ اگر حاجی بہرام میرے واسطے کھانا موجود کریں تو ہم دونوں ساتھ کھائیں۔ جب شیخ مراد ٹنگ وہاں پہنچے تو آپ نے کھانا حاضر کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ساتھ کھانا شروع کیا۔ اس وقت حضرت حاجی بہرام نے تبسم فرمایا اور کہا آج کیا اچھا دن ہے کہ تمہارے حسب دل خواہ کھانا ہے اور میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔ آپ کو کشف میں بڑا مقام حاصل تھا لیکن آپ اظہار کرامت سے اس لئے پرہیز کرتے تھے کہ لوگ آپ کی عبادات اور

شیوہ میں جو سو پورہ سے بجانب شمال عین دامن کوہ میں واقع ہے قیام فرما تھے۔ انہی دنوں بادشاہ سلطان زین العابدین بڑساہ بھی زمینگیر آپ کی ملاقات کے لئے آیا۔ بابا صاحب اس وقت مصروف عبادت تھے آپ نے بادشاہ کی تعلیم و تکریم جیسی کرنی چاہیے گی تو بادشاہ لوں حاضر ہو کر وہاں سے واپس چلا آیا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد جب بابا صاحب فارغ از نماز ہوئے تو حکم دیا کہ چٹائی دھو ڈالو آلودہ ہو گئی ہے۔ بادشاہ کو ملاقات نہ ہونے کا رنج تھا۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے بادشاہ کے کان بھرے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اگر میں اتنا ہی ناپاک ہوں تو میرے ملک سے چلے کیوں نہیں جاتے۔ بابا زین الدین ریشی اپنے مریدوں کی ایک جماعت کو لے کر نبت کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۸۵۸ھ میں پیش آیا۔ آپ کے ملک بدر ہونے کے بعد جو واقعہ بادشاہ کو پیش آیا اس میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے کوئی لکھتا ہے کہ بادشاہ کا لڑکا بیمار ہوا۔ کوئی لکھتا ہے کہ بادشاہ بیمار ہو گیا۔ اور تمام حکماء و اطباء علاج سے عاجز آگئے پھر خود بادشاہ نے کہا کہ میرا علاج صرف اس درویش کے دست مبارک سے ہے جس کو میں نے ملک بدر کیا ہے چنانچہ بادشاہ نے اپنے ایک وزیر اور ایک فرزند جید رخاں کو کوہستان تبت کی طرف روانہ کیا کہ درویش جہاں ملے اس کو عذر خواہی کر کے واپس لائیں۔ بابا زین الدین ریشی اس وقت تبت چیلان میں تھے۔ بادشاہ کے فرزند نے آپ کی قدم بوسی کے بعد واپس ہونے کی التجا کی۔ آپ جانے پر

ریاضت میں خلل ڈالتے تھے آپ سنت نبوی کے بڑے پابند تھے اور اپنے ارادت مندوں کو بھی سنت نبوی کی پابندی کی ہدایت کرتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک سالہ میں ہوا۔ مزار شریف خط کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا زین الدین ریشی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سرید و خلیفہ خاص جناب شیخ العالم نور الدین ریشی کے تھے اصل وطن آپ کا کشٹواڑ تھا۔ شجرہ نسب آپ کا راجگان کشٹواڑ سے ملتا ہے آپ ابھی بچہ تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بیوہ ماں نے درتیم بنا کر رکھا ایک رات آپ کی والدہ نے خواب میں شیخ نور الدین ولی ریشی کو دیکھا اور صبح اس وقت کے بزرگ بابا بام الدین ریشی خلیفہ و سرید شیخ نور الدین ولی کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ خواب کی تعبیر معلوم کرنے آئی ہوں۔ اتنے میں وہاں شیخ نور الدین ولی بھی تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے پہچان لیا۔ اس وقت دونوں ماں بیٹا مسلمان ہوئے اور بابا صاحب نے آپ کا اسلامی نام زین الدین ریشی رکھا آپ نے عاشیاں عیش مقام میں قیام کیا برسوں تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ وہیں آپ کا مزار شریف ہے اس کے علاوہ آپ نے دیگر مقامات کی بھی سیرو سیاحت فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ علاقہ زبنہ گمر میں تھے اور موضع

جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ باوجود اس دردِ عظیم کے مددِ امرا و وزراء کے استقبال کے لئے نکلا۔ تاریخ دیدہ مری میں لکھا ہے کہ جوں جوں شیخ زین الدین کی قدم بوسی کے لئے بادشاہ نزدیک آتا گیا توں توں اس کا درو کم ہوتا گیا۔ جب بادشاہ بابا صاحب کے روبرو آیا تو درو جاتا رہا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ آپ نے بمقام عیش پورہ میں انتقال فرمایا۔ رحلت سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھ کو غسل دے کر کفن پہنا کر تابوت میں رکھو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے چنانچہ جب تابوت کو دیکھا گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ بلکہ تابوت خالی تھا۔ اس تابوت کی جگہ آپ کی زیارت بنائی گئی۔



حضرت آخوند ملا حسین خبازی مجددی قدس سترہ السراہم

آپ کشمیر میں بڑے ولی اللہ اور پیشوا اے اعظم کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں آپ پہلے مولانا محمد قادری کے مرید ہوئے اور بعدہ خواجہ عبد الشہد دہلوی کے اور فیض کامل حاصل کر کے چند دن کے بعد روضہ مبارک خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پہ حاضر ہوئے پھر کشمیر میں آکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ تذکرۃ المحدثین بنیان کشمیری ولی محمد متو مکتھے ہیں کہ آپ بڑے کشف والہام کے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگ ابو الفکر بابا نصیب الدین غازی، شیخ محمد امین صوفی، خواجہ محمد افضل اور مولانا حیدر پتلو جمعہ کے دن جناب آخوند صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گئے تو آخوند صاحب نے آپ کی حدیث پڑھی اور مولانا حیدر پتلو سے دریافت کیا کہ اس کا راوی کون ہے لیکن مولانا حیدر پتلو چپ رہے۔ ان کے صاحبزادے خواجہ محمد افضل السراہم نے کہا کہ اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن آخوند ملا حسین صاحب نے اتفاق نہ کیا۔ پھر مولانا حیدر سے پوچھا مولانا حیدر نے اپنے فرزند کی تائید کی۔ ملا حسین نے کہا کہ آپ نے پہلے کیوں جواب نہ دیا۔ اس میں آپ کا اور مولانا کا تردد ضروری ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت کی تصدیق کرائی

جائے۔ یہ باتیں ہورہی تھیں کہ ایک شخص برقعہ پوش نورانی آیا۔ یہ سب بزرگ بھی تعظیم بجالائے اور ان کے قدم چومے نووارد نے آمہتہ بادوب اس روایت کی تصدیق کی اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف سے چلا گیا۔ آپ تین حضرات کا ترود ختم ہوا۔ آپ بار غار رسول حضرت عثمان غنی رضی اللہ کے مشکور ہوئے۔ آپ کا وصال مبارک ۵۸ھ میں ہوا مزار شریف محمد کوہرا میں ہے۔



حضرت قاضی القضاۃ ملا مولینا جمال الدین بڈشاہی

آپ کے متعلق خواجہ اعظم دیدہ مری کشمیری لکھتے ہیں کہ آپ ہندوستان سے ہوتے ہوئے کشمیر آئے اور خالق شاہ ہمدان میں قیام فرمایا اور وہیں عبادات میں مصروف ہوئے۔ رفتہ رفتہ لوگوں میں مقبول ہوئے اور ملا علامہ قاضی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ آپ بڑے پایہ کے محدث مفکر اور ولی اللہ تھے۔ ورد و وظائف کے بڑے پابند تھے بڑے عالم و فضل اہل تھے۔ لوگوں سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے۔ لوگوں کی عرضیاں بادشاہ کے دربار میں لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ سلطان سکندر مرزا کی وفات پر بھی خطراتر اشک بہائے تو بادشاہ نے اپنے ایک آدمی بھیج کر بلایا اور اٹھ کر تعظیم کی اپنے پہلو میں بٹھایا اور قاضی القضاۃ کا عہدہ ان کے سپرد

کیا جو اس وقت میں چیف جج کے برابر ہوتا تھا۔ تذکرہ السلاف کے مولف بہار الحق قاسمی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ سلطان زین العابدین بادشاہ کے عہد حکومت میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھے اور چونکہ بادشاہ بڈشاہ کی تخت نشینی ۸۳۶ھ میں ہوئی اور وفات ۸۵۷ھ میں ہوئی اس کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا جمال الدین بڈشاہی کی وفات بھی نویں صدی ہجری کے وسط یا آخر میں ہوئی۔



حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ملا محمد طاهر مفتی کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ شیخ عبدالاحد سرہندی کے تھے چند روز دہلی میں مرشد کی خدمت میں رہے خرقہ خلافت حاصل کر کے واپس کشمیر آگئے اور خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔ آپ بڑی عبادات ریاضت اور شب بیداری کے پابند تھے تہجد کے وقت ہزار رکعت نماز روز پڑھتے تھے نہایت صالح اور بابرکت بزرگ گزرے ہیں یوں تو آپ کے مرید اور خلیفہ بہت ہیں لیکن خواجہ محمد اعظم دیدہ مری آپ کے شاگرد اور خلیفہ بہت مشہور ہوئے ہیں ان کی تاریخ اعظمی دیدہ مری بڑی مشہور اور معروف تاریخ ہے۔ جس میں خواجہ صاحب نے تاریخ واقعات کے علاوہ کشمیر کے بزرگوں کے حالات بھی لکھے ہیں

اس کے علاوہ ایک کتاب "رسالہ فیض مراد" لکھی جو آپ کے حالات پر مشتمل ہے۔ وفات ۱۱۳۱ھ میں ہوئی مزار کشمیر میں ہے۔



حضرت شاہ محمد صادق قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے امراء سے تھے۔ ترک دنیا کر کے خواجہ بیرنگ فرزند دہلند خواجہ باقی باللہ کے مرید ہوئے اور مست جام وحدت ہو کر قیودات ظاہری سے قدم باہر رکھا جو ہر شیار آپ کی خدمت میں چلتا مست الست اور مدہوش ہو کر علانیہ کلمہ ہمہ اوست کہنے لگتا آخر علمائے کشمیر نے بادشاہ عالمگیر کو ان کے حالات سے مطلع کیا۔ چنانچہ شاہ صادق بادشاہ کے حضور گئے بادشاہ نے سبب دیوانگی دریافت کیا۔ اس کے جواب میں چند اشعار متنازعہ وار پڑھے بادشاہ نے حکم دیا ان کو رہا کیا جائے کہ یہ موزور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۱۳۸ھ میں ہوئی مزار مبارک کشمیر میں موضع لار میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔



خواجہ محمد اعظم دیدہ مری پروانہ کشمیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے علماء و مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ خواجہ خیر الدین الملقب خیر الزمان کے فرزند تھے۔ سرینگر کے علاقہ دیدہ مری میں ۱۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اخوند عبید اللہ شہید اور ملا عبدالرزاق بانڈے کے مدرسہ میں پائی۔ سخن گوئی میں بہت مشہور گزرے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ مراد شاہ امراہیم کے پاس گئے اور چند روز خدمت مرشد میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے مدارج سلوک و تصوف میں اعظم کا خطاب حاصل کیا شعر گوئی میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی علاوہ ازیں تواریخ نویس بھی تھے۔ آپ نے کشمیر کے حالات پر ایک کتاب لکھی جس کا نام تواریخ اعظیما واقعات کشمیر کے نام لکھی تھی۔ جس نے بڑی شہرت پائی ہر ایک تذکرہ نویس نے آپ کی تاریخ کا سہارا لیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مرشد کے حالات پر ایک رسالہ فیض مراد بھی تحریر فرمائی۔ آپ کا نسب تعلق گدائی خاندان سے ہے جو کشمیر میں مشہور و معروف تھے اور کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وفات حضرت آیات ۱۱۵۸ھ میں ہوئی۔ مورخ کشمیر ڈاکٹر آغا صاحب نے اپنی کتاب جلوہ کشمیر میں وفات کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب بیمار تھے لوگوں نے طبیب سے استفسار کیا کہ خواجہ صاحب کو کیا مرض لاحق ہے طبیب نے جواب دیا۔ ضعف گہرہ خواجہ صاحب نے اپنی

وفات کی تاریخ خود اس وقت کہہ ڈالی۔

اکبر پر سید اعظم از چہ مرده
گو سال وفاتش "ضعف کرده
۱۱۴۹ھ



سید جان باز ولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں اصفہان سے آئے خضر راہ ایل نیاز حضرت جان باز ولی کا اصلی نام محمد تھا۔ رفاعیہ تھے۔ حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے مرید و خلیفہ تھے علوم ظاہری و باطنی میں صاحب کمال بزرگ اور ولی تھے۔ سلطان زین العابدین کے زمانہ میں کشمیر آئے پہلے سید رفاعی کے نام سے مشہور رہے پھر ریاضات کاملہ کی وجہ سے سید جان باز ولی مشہور ہو گئے بادشاہ کے اصرار سے دارالعلوم نوشہرہ کو اپنا مسکن بنایا لیکن جب لوگوں کی کثرت عبادت و ریاضت اور آزادی میں حرج ہونے لگا تو بادشاہ کو مجبور کر کے اپنی قیام گاہ بدلی۔ اور بارہ مولا میں آکر قیام فرمایا ہوئے۔ بادشاہ آپ کے ساتھ کشتی میں سو پور تک آیا اور زینہ لٹک کی تعمیر کے لئے حضرت سے دعا کرائی۔ آپ کا قیام عین دامن کوہ میں دیر کے کنارے پر اس جگہ تھا جہاں آج موضع خانیپور آباد ہے۔ بادشاہ

نے حضرت کے خدام اور لنگر کے اخراجات کے لئے تین گاؤں جاگیر میں دیئے اور ایک وسیع چراگاہ ان کے خدام کے گھوڑوں کے لئے عطا فرمائی۔ اسی چراگاہ کے مقام پر آج خانیپور ایک چھوٹا سا گاؤں آپ کے نام پر آباد ہے ۲۲ ربیع الثانی ۸۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار مبارک خانیپور علاقہ کشمیر میں مرجع خاص وعام ہے۔



حضرت بابا عثمان گنائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا عثمان گنائی کشمیر میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے اور سربزرگ کے خاص رؤسا میں شمار ہوئے تھے اس زمانہ میں جب کہ سفرو شوار گزار تھے آپ پنجاب و ہند کی سیر کرتے ہوئے حرمین شریفین تک پہنچے۔ وہاں خواجہ اسماعیل خلکانی سے ملاقات ہوئی اور ان سے بیعت ہونے کی خواہش کی خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں گنگا بہر ہی ہے۔ زیارت حرمین سے فارغ ہو کر سیدہ اپنے وطن جاؤ اور شیخ بہاؤ الدین گنج بخش کی خدمت و اطاعت سے مقاصد ولی حاصل کرو چنانچہ آپ نے کشمیر واپس آکر شیخ بہاؤ الدین سے فیض باطنی حاصل کیا اور شیخ نور الدین ولی حضرت حاجی احمدیہ سے بھی فیض باطنیہ حاصل کیا۔ تذکرہ المحضات میں لکھا ہے کہ آپ سکندریہ میں پیدا ہوئے اور وفات ۸۶۵ھ میں ہوئی۔

مزار مبارک ملک الشجر مرزا حیدر کا شغری کے پہلو میں ہے۔ آپ کی اولاد بھی بہت مشہور گوری ہے۔ بابا رجب گنائی و بابا زینی گنائی ملا فیروز گنائی ملا نو گنائی، ملا نوئی گنائی، عاصمی میر علی گنائی جیسی ہستیاں آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔



حضرت شیخ بہاؤ الدین گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے باکشف و کرامات اولیاء عظام میں سے ہیں۔ اسحاق خٹلانی جو خلیفہ امیر کبیر سید علی ہمدانی کے تھے۔ ان کے مرید اور خلیفہ ہیں اصلی نام بہاؤ الدین تھا گنج بخش کے لقب سے مشہور ہوئے سید محمد مدنی اور حضرت شیخ نور الدین ولی کے صحبت یافتوں میں سے تھے۔ بادشاہ وقت آپ کا عقیدت مند اور مرید خاص تھا اور آپ کو محلات شاہی میں بھی دعوت دیتا رہتا۔ ایک دن آپ موضع کرشنہ بل میں لب دریا ایک درخت کے نیچے سر پہ زانو بیٹھے تھے کہ نصف شب کے قریب چوروں کی ایک جماعت شہر سے مال متاع لے کر اس طرف آئی اور چوری کا مال آپس میں تقسیم کرنے لگے۔ تقسیم کرنے کے بعد ان کی نظر اس تاریکی میں پڑی اور آپ کو شہید کر ڈالا کہ یہ ہمارا راز فاش نہ کر دیں۔ بادشاہ کو اس المناک واقعہ

کی خبر ہوئی تو بہت افسوس کیا۔ شیخ نے اپنے ہم صحبتوں اور اوارت مندوں کو وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ کناہوں پر لے جانے کی بجائے میرے پاؤں میں رسہ باندھ کر کشاں کشاں لئے پھرو۔ یہاں تک کہ قبرستان میں پہنچا دو، لوگ اس وصیت کی تکمیل کے لئے بڑے متزدد و مضطر تھے۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ حضرت شیخ کی وصیت پوری کی جائے چنانچہ بادشاہ کے حکم سے ایک گہوارہ بنایا گیا۔ اس میں آپ کی ناش مبارک رکھی گئی اور رسہ باندھ کر آپ کو قبرستان تک لے گئے حضرت بابا عثمان گنائی اور بہت سے بزرگان شہر اور اعیان حکومت آپ کے جنازہ کے ساتھ تھے کوہ ماران ہری پر بہت کے دامن کوہ میں بیرونی قلعہ ہے وہاں آپ کو دفن کیا گیا ۸۴۹ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔



حضرت بابا فتح اللہ حقانی لاثانی اسرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے بلند مرتبہ صوفیائے عظام سے تھے۔ شیخ اسماعیل زاہد کبروی کے فرزند و خلیفہ تھے۔ کشمیر سے ہجرت کر کے سیال کوٹ آئے اور یہیں آپ کا وصال مبارک ہوا۔

سیال کوٹ آنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر حضرت مولانا کمال الدین سیال کوٹی کے عقد نکاح میں تھی۔ مولانا جمال الدین سیال کوٹی اور مولانا جمال الدین سیال کوٹی آپ کے شاگرد تھے۔



حضرت خواجہ داؤد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار کشمیر کے خدائے معجزہ و معجزوں میں ہوتا ہے جذب و استغراق اس حد تک تھا کہ اپنی خبر بھی نہیں ہوتی تھی کھانے پینے کی کچھ پروا نہیں تھی۔ سالوں فاموش رہتے اور کسی سے کلام نہ کرتے اگر کوئی ضرورت مندان کے پاس آتا تو کشف سے اس کے حال پر مطلع ہو جاتا اور بتلادیتے کہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے گا یا نہیں سترہ میں خطہ کشمیر میں طاعون بہت شدید پھیل گیا بہت سے بوڑھے اور جوان اس مرض سے موت کی آغوش میں چلے گئے چنانچہ لوگ آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ تاکہ طاعون کا مرض کشمیر سے ختم ہو جائے آپ نے فرمایا بہتر ہے تمام اہل کشمیر کے عرصے میں اپنے آپ کو فدا کرتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور خطہ کشمیر سے طاعون کا مرض بھی اس دن ختم ہو گیا۔ مزار کشمیر میں ہے۔



حضرت زین الدین دارقند سرہ

آپ کے والد بزرگوار خواجہ عبد اللہ خواجہ رفیق آشفانی سہروردی کے خلیفہ تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔ خواجہ حبیب اللہ کے مرید ہوئے درجہ ولایت حاصل کیا۔ اپنے مرشد سے غایت درجہ اعتقاد تھا ایک روز اپنے مرشد کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مگر خضر علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا کیونکہ پیر کے پاس حاضری میں تاخیر ہوگی۔ یہ کہہ کر پیر کی خدمت میں چلے گئے۔ آپ نہایت خوبصورت تھے ۴۴۳ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے۔



حضرت حیدر پتکو رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد خواجہ فیروز گمانی خواجہ عبد الشہید کے مرید تھے۔ ایک روز آپ کے والد نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ میری چار لڑکیاں ہیں۔ لڑکا کوئی نہیں ہے اس وجہ سے میں مغموم رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے دعا کی اور بشارت بھی دی کہ فرزند ارجمند پیدا ہوگا پھر خواجہ حیدر پتکو پیدا ہوئے آپ کی عمر سات سال کی تھی کہ عبادت ریاضت کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بابا نصیب الدین غازی سے تحصیل علم کر کے عالم ہو گئے شہنشاہ میں وفات پائی مزار مبارک کشمیر میں ہے۔



میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی اولاد سے ہیں۔ علم حدیث اپنے والد کرم سے پڑھی مدارج سلوک بھی ان سے حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا والد کے انتقال کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں کشمیر آئے ۱۲ سال تک قیام فرمایا اور خدمت خلق و دین اسلام کی ترویج کرتے رہے سلطان قطب الدین اور سلطان سکندر بادشاہ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ بڑے پایہ کے عالم تھے آپ کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ سلطان سکندر کے لئے آپ نے ایک رسالہ علم تصوف میں لکھا تھا اور شرح منطق ایک رات میں لکھی آپ کی بدولت کشمیر میں احکام شرع میں کافی مدد ملی سماع مزاہر کے خلاف تھے۔ سلطان سکندر نے آپ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کرائی تھی جو بمقام چشمہ لون ۷۹۸ھ میں شروع ہوئی اور ۷۹۹ھ میں مکمل ہوئی حضرت سید میر محمد ہمدانی نے ایک لعل بدشتی سلطان سکندر کو تبرک کے طور پر مرحمت فرمایا تھا۔ شہدہ ہیں آپ کشمیر سے حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہوئے۔ زہدیت کے وقت آپ نے سلطان سکندر کو تاکید فرمائی کہ اسلام کی ترویج میں کوشش کرنا چنانچہ سلطان سکندر نے آپ کے ارشاد کے مطابق کشمیر میں بہت سے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا۔ حضرت سید میر محمد بعد اوائے حج بیت اللہ واپس کشمیر آئے اور ۸۱۸ھ میں

وفات پائی۔ وفات اپنے والد کرم کی جگہ پائی اور وہیں والد کی تربیت کے قریب دفن ہوئے۔



حضرت شیخ ہلال الدین قدس سرہ

آپ کشمیر کے صاحبِ قبال و حال اور نہایت باکمال بزرگ تھے سلطان زین العابدین کے عہد سلطنت میں خطہ کشمیر کو اپنے دلپذیر جمال سے بد زینر کیا اور ہدایت و مشیخت کا جھنڈا بلند کیا۔ سینکڑوں طالبانِ حق کو آپ کی ذاتِ بابرکت سے فیض حاصل ہوا۔ خاندانِ سہروردی کبروی نقشبندی کا فیضِ خطہ کشمیر میں آپ کے فیضِ برکات سے عام ہوا۔ فیضِ روحانی اویسی طریقہ سے حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندی سے حاصل ہوا۔ یعنی آنحضرت کا روحانی سلسلہ نقشبندیہ بغیر کسی واسطے کے پہنچا۔ اور نسبت سلسلہ کبروی عالیہ سید محمد ہمدانی سے حاصل ہوئی۔ آپ کی وفات ۸۱۶ھ میں ہوئی مزار شریف کشمیر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔



حضرت شاہ بدیع الدین مدر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں شاہ مارے کے نام سے مشہور تھے۔ شراب و عیش میں سرمست رہتے۔ ہمیشہ ویرانوں اور بیابانوں میں پھرتے رہتے اور لوگوں سے الگ رہتے۔ موسم سرما میں برف باری کے موسم میں تمام رات میدان میں گزار دیتے سوائے ایک تھمد بند کے کوئی کپڑا پہنے پاس نہیں رکھتے تھے جس سے ستر عورت کرتی تھی۔ آپ کی زبان مبارک حق کشمیر، برہنہ کا حکم رکھتی تھی جو کچھ زبان سے کسی کے بارے میں فرماتے وہی ہو جاتا تھا۔ باوجود غلبہ جذب و سکہ توجہ کی بات بر ملا کہتے۔ علماء وقت نے ان کے متعلق قتل کا حکم صادر کر دیا تھا اور ان کے خلاف فتویٰ لکھا لیکن حاکم کشمیر نے بسبب حالت سکرو بے ہوشی کے ان کو معذور تصور کیا اور چھوڑ دیا۔ اس وقت بھی اگر کوئی ان کی خانقاہ میں جا کر جھوٹی قسم کھاتا ہے تو سزا کو سنبھالتا ہے۔ آپ کا وصال مبارک ۹۹۲ھ میں ہوا مزار شریف کشمیر میں واقع رشتہ پورہ ہے



حضرت سید محمد امین منطقی بہتقی المعروف

بمیر بابا ریشی اولیٰ قدس سرہ

آپ کے والد کا نام سید محمد منطقی تھا۔ آپ سادات عالی نسب سے ہیں۔ محمد دین فوقی صاحب، شباب کشمیر میں لکھتے ہیں کہ یہی وہ نورانیہ بچہ تھا جس کو اس کے باپ میر سید حسن بابا منطقی نے بڑا شاہ کو بطور تبرک کے بیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اس کا نام محمد امین رکھنا۔ کیونکہ بڑا شاہ کی ایک بیوی لاولد تھی جو خاندان بہتقی کی تھی اور ہر وقت غلگین رستی تھی۔ یہ بچہ بادشاہ نے اس بیگم کے سپرد کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خواجہ ہلال اشتم والے سے حاصل کی اور خلعت طریقت بھی ان سے حاصل کی۔ بادشاہ آپ کو اپنے بچوں کی طرح ہر وقت اپنے ساتھ سفر میں رکھنا تھا آپ کو اولیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی نسبت حضرت اولیٰ سے تھی جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو آپ نے ایک شعر پڑھ کر معذرت چاہی کشمیر کے مشہور بزرگ مخدوم الوفانی شیخ حمزہ کشمیری اپنے ابتدائی زمانہ میں مدت تک آپ کے آستانہ پر حاضر ہوتے رہے علم ریختین شاہ میں جس کو بلبل لنگر کہتے ہیں۔ آپ کا مزار شریف ہے آپ کو ایک مخالف فرقے نے شہید کیا۔ مرتے وقت آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا

منہم آن دیند جہاں گرد مسیحا نفسے

کہ من این ہر دو جہاں را نہ شمارم بر نفسے



حضرت ملا فیروز مفتی گنائی محدث کشمیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے محدث اعظم تھے عین شباب میں حج بیت اللہ شریف کو عازم سفر ہوئے اور واپسی میں ہند میں آکر تحصیل علوم میں مصروف ہو گئے۔ مدارج سلوک طے کرنے کے بعد دہلی میں مرجع خلائق ہوئے۔ اکبر اعظم نے آپ کو دہلی میں قیام کرنے پر بہت اصرار کیا۔ مگر آپ واپس کشمیر چلے گئے اور وہاں مفتی اعظم کے معزز عہدہ پر فائز ہو کر کمال امانت و دیانت سے اس کام کو انجام دیا مرید و خلیفہ آپ شیخ میر حمزہ کشمیری کے تھے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک معزز خاندان کے بانی بابا عثمانی گنائی کے فرو تھے۔ ۹۷۳ھ میں وصال مبارک ہوا۔ مزار شریف قریہ سرینگر میں مرجع خلائق ہے۔



حضرت بابا جنتی شاہ مجذوب قلندر کشمیری

قریہ کشمیر میں آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کاملین مجذوب بزرگوں میں ہوتا ہے کشف و کرامات میں مشہور و معروف تھے جو کوئی ان کی خدمت میں جاتا اس کا مافی الضمیر بتلا کر اس کی تسلی کر دیتے تھے آپ حضرت محذوم شیخ حمزہ کشمیری اور بابا داؤد خاکی کے زمانے میں ہوئے ہیں اور اکثر ان دونوں بزرگوں کی مجلس میں جایا کرتے مسائل طریقت و حقیقت کے بارے میں اظہار خیال فرماتے۔ دونوں بزرگوں کو بھی آپ سے بڑی محبت تھی وہ بھی آپ کے پاس خلوت میں بیٹھ کر محبت آمیز باتیں کرتے آپ نے اپنے انتقال کے متعلق پیشتر خبر دے دی تھی ۹۸۱ھ میں وصال مبارک ہوا مزار شریف احاطہ شیخ ہروی ریش کے پہلو میں ہے۔



حضرت شیخ میر حمزہ قدس سرہ

آپ میر سید جلال الدین بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے بڑے پایہ کے بزرگ و متناض تھے آپ کے مریدوں کی بڑی تعداد کشمیر میں ہے آپ کا وصال مبارک ۲۷ ربیع الاول ۹۸۵ھ میں ہوا مزار شریف کشمیر میں ہے۔

حضرت سید مدنی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جناب حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد سے تھے۔ سیر سیاحت کرتے ہوئے کشمیر وارد ہوئے کشمیر کی فضا اتنی پسند آئی کہ بغداد جا کر اپنے اہل و عیال کو لے کر واپس کشمیر آگئے اور محلہ رعناواری میں سکونت اختیار کر لی۔ بادشاہ وقت آپ کا خاص ارادت مند تھا آپ کشف و کرامات میں بیگانہ روزگار تھے ایک بادشاہ نے آپ کو دعوت دی اور اس میں تازہ بری بھی پکائی گئی تھی جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا تازہ باورچی کو دے دو جب تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ تازہ مردہ پکائی گئی تھی۔ باورچی نے بھی تسلیم کیا آپ کا وصال مبارک ۱۱ ربیع ۹۹۲ھ میں ہوا۔ مزار کشمیر میں ہے۔

حضرت بابا قدس المعنوی بہری ریشی کشمیریؒ

آپ خطہ کشمیر دلیپ پیر کے بلند رتبہ بزرگ اور اولیاء گذرے ہیں۔ آپ قبیلہ آہنگراں سے تعلق رکھتے تھے اور مادر زادہ ولی اللہ تھے آپ ہی کے متعلق جناب شیخ نور الدین ولی ریشی نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرے سو سال بعد ایک بزرگ قدس پیدا ہوں گے جو مادر زاد ولی اللہ ہوں گے۔ آپ کو بچپن سے ہی خدا پرستی کا ذوق و شوق تھا بطریق ریشی ذکر و شغل کرتے تھے ریشی کشمیر میں درویشوں کا ایک فرقہ ہے جو نفس کشی بیاباں اور جنگل میں آبادی سے دور کرتے ہیں بہرہیز جلالی و جمال سے بھی وابستہ ہیں۔ ریشی کے تمام فرقے سلسلہ کبروی سہروردی سے تعلق رکھتے ہیں آپ بڑے عابد زاہد تھے کسی شیخ سے بظاہر ارادت نہیں رکھتے تھے۔ تمام رات قیام میں اور تمام دن عبادت میں گزارتے۔ خلق محمدی اور مہمان نوازی غایت درجہ کی رکھتے تھے۔ صاحب تواریح اعظمی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے بچپن کے زمانہ میں ایک مہمان آپ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ آپ کی والدہ ماجدہ مہمان کے لئے کھانے میں ایک چھوٹی مچھلی بازار سے خرید لائیں۔ اور طہشت میں رکھ دی۔ اتفاقاً ایک چیل آئی اور مچھلی کو لے گئی والدہ نے آپ سے ذکر کیا بابا قدس نے فرمایا رزق کے دینے والے نے اگر یہ مچھلی ہمارے مقدر میں رکھی تھی تو چیل کیوں لے گئی اور تقسیم والے کا یہ

انصاف؛ یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ چیل نے واپس آکر پھلی اس ہیشت میں
میں رکھ دی۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ بابا بہروی ریشی نے آخری عمر
میں حضرت سلطان العارفين حمزہ مخدومی سے بیعت کی تھی۔ اور طریقت
سہروردی میں داخل ہو کر خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ بابا داؤد خاکی نے
بھی بابا قدس کے کمال و حکایات خوارق اور کرامات کا ذکر اپنی کتاب
دروالہ ربین میں کیا ہے۔ آپ کا وصال مبارک یکم ذیقعدہ ۹۸۶ھ میں
ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں ہے۔



حضرت خواجہ طاہر فریق اشنائی کشمیری قدس سرہ

آپ کے والد کا نام خواجہ ابراہیم تھا آپ عین شباب میں بنمازی کا کام کرتے
تھے پھر اس پیشہ کو ترک کر کے زراعت کرنی شروع کر دی اس سے جو کچھ حاصل
ہو نا پیموں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کو خواجہ خضر علیہ السلام سے
بھی فیض حاصل ہوا۔ طریقت میں بابا مخدوم کشمیری سے بیعت کی اور خرقہ
خلافت بھی حاصل کیا۔ وصال مبارک غرہ ماہ ذی الحجہ ۱۰۳۷ھ میں ہوا۔
مزار شریف محلہ کدل کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا ربوبی ریشی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان العارفين شیخ حمزہ کے مرید تھے عمر شریف ۱۲۰ سال ہوئی
سو برس صائم الدہر رہے سوائے ایک کپڑا پٹمینہ کے دوسرا نہ رکھتے تھے
وصال مبارک ۱۰۳۷ھ میں بحالت روزہ ہوا۔ مزار شریف محلہ کدل
کشمیر میں ہے۔



حضرت مولانا حمید کشمیری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ فیروز مفتی کشمیری کے فرزند ارجمند تھے۔ والد گرامی خواجہ فیروز
کاشمیری خواجہ عبداللہ احرار کے مرید و خلیفہ تھے ایک دن انہوں نے
خواجہ اصرا سے عرض کی کہ میری چار لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں ہے۔ اس وجہ
سے غم رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ احرار نے دعا کی اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ
تم کو فرزند ارجمند عطا کرے گا جو مادر نداد ولی اللہ ہوگا۔ جب آپ پیدا ہوئے
اور ابھی آپ کی سات برس عمر تھی کہ قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بعد ازاں علم حدیث
کے لئے بابا نصیب الدین غازی سہروردی کے پاس گئے۔ پھر علوم باطنی
کے لئے مولانا جوہر نات سے استفادہ کیا ابھی آپ فارغ تعلیم نہیں ہوئے۔

کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سنت نبویؐ کے بڑے کاربند تھے والد کی وفات کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمت میں علوم ظاہری، فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی اور صاحبِ فتوے ہو کر واپس کشمیر کو روانہ ہوئے انہی ایام میں والدی کشمیر نے تین دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کشمیر کی قضاء کے لئے آپ کو کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا جب تقاضا شدید عمل میں آیا تو آپ کشمیر سے ہجرت کر کے پھلی چلے گئے اور جب دوسرا شخص قضاء پر مقرر ہو گیا۔ تو پھر کشمیر میں واپس آ گئے وفات ۱۰۷۵ھ میں ہوئی زیارت شریف کشمیر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔



حضرت لالہ ریشی بابا کشمیری قدس سرہ

آپ شیخ نجم الدین ریشی عرف مخی بابا کے نواسہ زادہ اور مرید و خلیفہ تھے آپ کا شمار بزرگانِ وقت میں ہوتا تھا۔ صائم الدہر و قائم اللیل تھے تقویٰ کے بہت پابند تھے صاحبِ تواریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ راقم کے والد کو بچپن سے زبان میں کذت بن اس قدر تھا کہ اچھی طرح بات بھی نہیں کر سکتے تھے ان کو شیخ لالہ ریشی بابا کے پاس لے گئے ریشی بابا نے فرمایا کہ برابر دو ہفتہ اس بچہ کو میرے پاس لاؤ۔ پنا پچودہ دو ہفتے متواتر حاضر خدمت

ہوتے رہے۔ ان دو ہفتوں کے دوران آپ نے ان کے حال پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ آخری دن اپنی سچی ہوئی روٹی میں سے ایک ٹکڑا میرے والد کو دیا جب انہوں نے کھایا تو کذت بالکل دفع ہو گئی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۷۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف موضع دوکر پورہ کشمیر میں ہے۔



حضرت مفتی صدر الدین کشمیری لقب صدر الصدق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ لطیف الدین کشمیری تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۰ھ میں دہلی میں ہوئی۔ آپ کے اباؤ اجداد کشمیر سے دہلی آکر آباد ہوئے تھے۔ علوم نقلیہ کی تحصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور شاہ اسماعیل سے کی۔ بیعت فضل حق امام نبیر آبادی سے کی۔ آپ بڑے پایہ کے محدث اور عارف باللہ تھے۔ اس لئے اپنے ہمہ صوں میں ممتاز تھے۔ انگریزی حکومت کی طرف سے دہلی کے صدر الصدور اور مفتی مقرر ہوئے تھے۔ صاحبِ سروت اور احسان تھے مدرسہ دارالبقار دہلی کے طلبہ کو کھانا اور لباس دیتے تھے طلبہ کے گھر جاکر درس دیتے رہتے جنگِ آزادی ۱۹۵۷ء میں فتویٰ جہاد پر دستخط کئے اس کی وجہ سے گرفتاری، معزولی منصب اور ضبط جائیداد تک نوبت پہنچی چند ماہ بعد سربانی پائی۔ نصف جائیداد واپس ملی۔ زندگی کے آخری

دن عشرت سے گزرے تقریباً تین لاکھ روپے کی مالیت کا کتب خانہ ضبط ہو گیا تھا۔ کوشش کے باوجود نہ ملا مرزا غالب مومن اور نواب مصطفیٰ خاں سے گہرے مراسم تھے خود بھی اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ مہر سید احمد خاں نواب یوسف خاں والی رام پور نواب صدیقی خاں قنوجی مولوی قائم ناتووی مولوی منیر ناتووی مولوی رشید احمد گنگوہی اور فقیر محمد جہلمی جیسے آپ کے نامور شاگرد تھے۔ آخری عمر میں فالج کی مرضی میں مبتلا ہوئے۔ ۸۱ سال کی عمر پائی اور ۱۲۸۵ھ بروز پنجشنبہ ربیع الاول میں وفات پائی۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔



حضرت آخوند ملا جمال الدین سیاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاضل جمال الدین بڑشاہی کی اولاد سے ہیں اپنے وقت کے فاضل متبحر روزگار واقف اسرار تھے۔ بابا فتح اللہ عثمانی لاثانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ عالم بالکمال اور مرید صادق ہونے کی بنا پر بابا فتح اللہ عثمانی لاثانی کشمیری نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ سے کردی۔ رات دن درس تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول رہتے تھے۔ نصیر الدین کشمیری نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ اکابر وقت مثل بابا نصیب الدین ابوالفقہ کشمیری و شیخ اسماعیل چشتی جیسے علمائے وقت

نے استفادہ کیا۔ آپ اکثر شیخ نور الدین ولی کی تربت شریف پر زیارت کے لئے جایا کرتے۔ ایک دن شیخ نصیر الدین نے کہا کہ حسب ارشاد نبوی کے، فضل العاقل علی العابد کفzulی علی الرناک۔ آپ کا فضیلت شیخ نور الدین ولی سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نور الدین ولی کشمیری آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے جمال یہ شیخ نور الدین ولی ہے جو کام اس نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا۔ آپ گوشت نہیں کھاتے تھے اور بے تکلف کرتے اور بوریہ کے فرش پر اذفات بسر کرتے تھے۔ آپ کی وفات کشمیر میں ہوئی تاریخ وفات کا کسی نے تذکرہ نہیں کیا۔ باوجود تحقیق دستیاب نہیں ہوئی



نواب محمد بن خاوند بن خواجہ محمود خاوند نقشبندی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے علمائے کبار اور مشائخ نامدار میں سے تھے۔ اتباع شریعت، ترویج سنت، ترویج بدعت اور زہد و ورع اور تقویٰ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ تمام علماء و صلحا، وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور ہر شریعت کے کام میں آپ کے پاس رجوع لاتے۔ بڑے بڑے علمائے کشمیر، مثل ملا محمد طاہر مفتی کشمیری، خلیفہ مولانا حیدر علی ابوالفتح کلو، ملا یوسف چچک، ملا یوسف مدرس، مولانا عبدالغنی اور مولانا مفتی شیخ احمد کشمیری جو کشمیر کے جید علمائے شریعت تھے۔ آپ کے خط فرمان پر سر رکھتے تھے اور احکام روایت و عدالت میں آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے۔ آپ نے علمائے وقت کی درخواست پر کتاب فتاویٰ نقشبندیہ اور کنز السعادت علوم شریعت و طریقت میں تصنیف کیں۔ ایک کتاب فارسی بہ رسالہ ضواری اپنے والد بزرگوار کے خوارق و کرامت پر تالیف فرمائی آپ نے علوم دینیہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حاصل کیا۔ علوم باطنیہ اپنے والد بزرگوار حضرت خاوند محمود عرف حضرت ایشان سے حاصل کر کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۱۰۸۵ھ میں ہوئی مزار کشمیری میں حاجت گاہ خاص عام ہے۔



حضرت خواجہ مہدی نقشبندی المعروف برہنہ کا کا

آپ محمد باقر کے مرید و خلیفہ تھے۔ موضع بنور علاقہ کشمیر میں سکونت پذیر ہوئے طبیعت میں انتہائی رقت اور سوزش الکاحہ تک تھی کہ کبھی آنسو خشک نہیں ہوتے تھے۔ طویل عمر میں ۹۳ سالہ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے۔

تاریخ وفات مفتی غلام سرور مصنف خزینۃ الاصفیاء نے اس طرح لکھی ہے۔

شیخ مہدی ہادی دورِ زماں
شد چو از دینا دورِ جنت رسید
بہت مرشد متقی تاریخ او
ہم بخوان فیاض مہدی سید



خواجہ شیخ عبدالرحیم قادری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ میاں میر لاہوری کے مرید تھے۔ ملا شاہ قادری کے ہمراہ کشمیر میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ شب و روز تعلیم و تلقین میں مصروف رہتے اور حتی الامکان اپنے کمال کو لوگوں سے چھپاتے۔ آپ نے حضرت ابوالفضل بابا نصیب الدین غازی سے جو سہروردیہ سلسلہ کے بزرگ تھے۔ خلافت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ کو اجازت نقشبندی سلسلہ سے بھی تھی۔ جو خواجہ نظام الدین خاوند ابن معین الدین خاوند سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ دو سلسلہ میں مرید فرماتے تھے۔ جو طالب دنیا ان کے پاس جاتا خالی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا داروں کو امانت ملے گی تو ان کو اولیاء اللہ سے محبت ہوگی اور ایک نہ ایک دن ضرور راہ راست پر آکر اس کو معرفت حاصل ہوگی۔ آپ نے ۳۹ سال عمر پائی آخر بعارضہ فالج کے سال ۱۰۱۵ھ میں انتقال فرمایا مزار شریف آستانہ خواجہ حیدر الدین مٹار میں ہے جو علاقہ کشمیر میں ایک قریہ مٹار کے نام سے مشہور ہے



حضرت بابا نجم الدین رشتی عرف شیخ بابا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر میں رشتی سلسلہ کے بڑے پایہ کے اولیاء عظام میں سے تھے اور خواجہ مسعود نوروی کے مرید و خلیفہ تھے۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد موضع خوشی پورہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد اپنے مرشد کے حکم سے کوہ ماراں کے زیر دامن موضع شاہ کوٹ میں مکمل سکونت اختیار کی۔ آپ پر ہر وقت وجد و تفرید کی حالت رہتی تھی۔ بادشاہ وقت، امراء اور منصب داروں کو آپ کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۴۲ھ میں ہوا۔ مزار پر انوار کشمیر میں موضع خوشی پورہ میں ہے۔



حضرت بابا عثمان قادری سہروردی کشمیری قدس سرہ

آپ بابا جاجا قادری کے فرزند تھے۔ پہلے اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد خواجہ محمد طیب و خواجہ ابوالفتح کلوی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر خواجہ ابوالحسن جو شاہ محمد فاضل لاہوری کے بھائی تھے۔ ان سے سلسلہ شطاریہ کا فیض پایا۔ اس طرح آپ کو کشمیر میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۱۱۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف سرینگر لنگر بیل میں ہے۔



شیخ محمد قاسم چشتی سہروردی کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر میں تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ عین جوانی میں سفر کو نکلے۔ پٹنہ پہنچے حضرت سیدی چشتی سے بیعت ہوئے۔ خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد واپس کشمیر آ گئے۔ طلب خدا اور پیاس معرفت ابھی باقی تھی۔ چنانچہ تاج الفقر بابا نصیب الدین غازی سہروردی کی خدمت میں حاضر ہو کر دریائے عشق سے سیراب ہوئے اور سلسلہ سہروردیہ کا فیض حاصل کیا۔ محلہ خانیار کے گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے۔ بے شمار مخلوق نے آپ سے فیض پایا ہے۔ وصال مبارک ۱۱۱۸ھ میں ہوا۔



شیخ عبدالرحیم کبروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیری ہندوؤں میں سے تھے۔ اور حضرت نجم الدین ریشی بابا کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے کچھ عرصہ ان کے زیر تربیت رہے اور منازل سلوک طے کر کے خرقہ خلافت اور سند حاصل کی۔ آپ نے تمام عمر یادِ خدا میں گزاری۔ کوئی ساعت ایسی نہ ہوگی کہ آپ یادِ خدا سے غافل ہوئے ہوں۔ جب نجم الدین ریشی بابا کا انتقال ہوا تو آپ شمس الدین کبروی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی فیض حاصل کیا۔ وصال مبارک شوال کے مہینہ میں ۱۱۳۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں ہے۔



مزار حیات بیگ کبروی کشمیری قدس سرہ

آپ میر محمد کبروی کشمیری کے خلفاء میں سے تھے۔ شیخ آدم بنوری نقشبندی سے بھی فیض حاصل کیا۔ واوی کشمیر میں شریعت اور علم تصوف کا علم بلند کیا۔ خلقِ خدا کی رہنمائی کی۔ آپ کی محفلیں عشق کے زوق و شوق سے معمور ہوتی تھیں۔ جو شخص آنا نہ ہوش ہو کر جاتا اور اٹھنے کا نام نہ لیتا تھا۔ آپ کا وصال مبارک ماہ ذوالحجہ ۱۱۳۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف اپنے زرخیز باغِ حسین آباد ہے۔



حضرت سید جلال الدین عطائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالی درجات سادات خاندان میں سے تھے۔ جازبات و کمالات کے مظہر تھے۔ سید امیر کبیر علی ہمدانی کے ساتھ کشمیر آئے اور ان کے وصال کے بعد یہیں شادی کر کے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے ساتھ سادات کے اور بھی افراد تھے بارہ مولا کے نواح میں کچھامہ علاقہ پر گنہ گار و موضع چیتہر پورہ میں مدفون ہیں۔ اس مقام پر اور بھی بہت سے سادات آرام فرما ہیں۔ اکثر اربابِ باطن نے یہاں



حضرت سید کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ قدوہ اصحاب حال اور بڑے اونچے مرتبے کے بزرگ تھے۔ شاہ ہمدان کے معیت میں کشمیر آئے۔ آپ بڑے صاحب کرامات اور قوی الحال تھے۔ شاہ ہمدان کے فرمان پر بادشاہ وقت سلطان قطب الدین کو شریعت کے احکام سکھانے کے لئے مامور ہوئے اور بحکم شاہ ہمدان ہی کشمیر میں سکونت اختیار کی۔ بعد وفات علم قطب الدین پورہ میں مدفون ہوئے۔



سید جمال الدین محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شاہ ہمدان کے تھے اور ان کے فرمان پر ہی کشمیر میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کو سلطان قطب الدین نے التجا کر کے ادب دین سکھانے پر مامور کیا تھا۔ اپنے زمانے کے ولی اللہ ہونے کے علاوہ علامہ و محدث تھے۔ دریائے جہلم کے کنارے محلہ آریوت میں دفن ہیں آپ کی وفات ۷۸۵ھ میں ہوئی۔



حضرت سید جلال الدین شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید جمال الدین محدث کی اولاد سے ہیں۔ اور تربیت یافتہ سید علی ہمدانی کے تھے۔ بلند پایہ بزرگ وقت اور درویش عالی مقام تھے آپ کامر مبارک اپنے والد گرامی کے مزار کے نزدیک موضع سمپور میں ہے جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے۔ وفات ۱۲۱۶ھ میں ہوئی۔



خواجہ مسعود پان پوری کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر میں پہلے تجارت کرتے تھے۔ قدرت نے دل کو دنیا سے ایسی نفرت دلائی کہ سب مال اسباب راہ خدا میں خرچ کر دیا اور دنیا سے ترک تعلق کر کے جنگل میں بوہو باش اختیار کر لی۔ تین ماہ جنگل میں بے ثور و طعام و آب کے گزارے ایک دن خواجہ خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے شیخ العلماء بآباد اودھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے اور کمالات حاصل کرنے کے بعد آپ نے بابا ہروی ریشی سے بھی فیض حاصل کیا۔ رزق حلال زعفران کی کھیتی سے حاصل کرتے تھے۔ جو کچھ اس سے حاصل ہوتا۔ فقیروں میں صرف کر دیتے۔ آپ کشف و کرامات میں اپنے زمانے کے مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ وصال ۱۲۱۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف پان پورہ میں ہے۔



حضرت شیخ محمد شریف کبریٰ المشہور بشوک بابا قدس سرہ

آپ کشمیر کے دنیا دار افراد میں سے تھے ارادت غیبی سے ایک حالت استغراق طاری ہوئی۔ دنیا سے لاتعلق ہو کر بیاباں میں چلے گئے لوگ پہلے آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ پھر انہیں خواجہ مسعود نروری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ جناب مسعود نروری وہی بزرگ ہیں جن کی اولاد مولانا انور شاہ کشمیری اور پیر عبد الغفار شاہ ہیں اور کشمیر کے مشہور بزرگ بابا مخزن نروری مرشد مفتی محمد قاسم بہائی کے تھے۔ ان کے اسلاف میں سے گورے ہیں۔ بہر حال خواجہ مسعود نروری اسرارہم نے بشوک بابا کو اپنے حجرہ خاص میں طلب کیا۔ نظر عنایت فرما کر عبادت الہی میں مشغول کیا۔ اور اپنے مریدوں میں داخل کر لیا۔ مرشد تھے اپنے باقی مریدوں کی تربیت بھی آپ کے ہی سپرد کی۔ مرشد کی وفات کے بعد آپ نے ان کی مسند ارشاد سنبھالی اور خلق خدا کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ بشوک بابا کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ آپ اکثر مرشد کی یاد و جدائی میں اشعار کشمیری پڑھا کرتے تھے اور وجد میں آکر قص کرنا شروع کر دیتے۔ آپ کے ایک ہم زمانے آپ سے دریافت کیا کہ ہمارے سلسلہ کبریٰ میں یہ حالت وجد نہیں ہے آپ نے جواب میں فرمایا۔ بشوق مرشد واسے۔ اس طرح بشوک سے بشوک بابا مشہور ہوئے۔ تواریخ بہاؤ الدین منو نے ۱۲ یا ۲۰ محرم الحرام

۱۰۳۷ء لکھی ہے۔ مزار شریف سرینگر محلہ نرور مرشد کے قریب واقع ہے۔



شیخ داؤد المشہور قلبہ بالکوشمیری قدس سرہ

آپ ابتدائی زندگی میں نمک فروش کرتے تھے۔ کبھی کبھی خواجہ یوسف کاشمیری بزرگ وقت کی مجلس میں بھی جایا کرتے۔ جن کی نگاہ فیض نے آپ کو شیخ بابا علی ہجوری جو بابا ہروی ریشی کے خلفاء میں سے تھے۔ کا خدمت میں پہنچایا۔ ان کے مرید ہوئے اور فیض کامل پایا اگرچہ آپ ان پڑھ تھے لیکن مرشد کی ندر عنایت سے ظاہری و باطنی علوم کے دروازے کھل گئے۔ قرآن وحدیث کو شریعت و طریقت کے معانی سے بیان کرتے آپ بڑے باکرمات بزرگ تھے۔ رزق حلال کمانے کے لئے کاشتکاری کرتے۔ آپ کی تاریخ وفات آپ کے ایک مرید صادق شن خوشنویس نے بطور کشف مندرجہ لکھی ہے۔



حضرت علامہ مولانا سید سعید اندرابی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اندرابی خطہ کشمیر کے بلند پایہ ولی اللہ اور محدث تھے آپ کے والد گرامی کا نام حضرت میر سید جمال الدین اندرابی تھا۔ ظاہری علوم و باطنی اپنے والد ماجد اور حضرت شیخ اکبر ہادی تازہ بلی کشمیری سے حاصل کئے۔ ۱۲۲۷ھ سے لیکر ۱۳۴۳ھ تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ دہلی شریف لائے اور وہاں کئی سال اقامت پذیر رہے اس عرصہ میں آپ نے مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی سے دورہ حدیث کیا۔ منطق اور فلسفہ مولانا مفتی صدر الدین الصدک کشمیری سے اور علم ہیئت و ہندسہ مولانا ملک علی صاحب نانوتوی سے پڑھیں۔ آداب سلوک حضرت مولانا محمد شریف نقشبندی سے حاصل کئے تکمیل کے بعد کشمیر میں جاکر مسند درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور مخلوق خدا کو اپنے فیض برکات سے مستفیض فرماتے رہے اندرابی کی وجہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے ابا و اجداد پہلے پہل عرب سے نکل کر اندراب میں داخل ہوئے وہاں سے کچھ عرصہ بعد، کوہ ہندوکش کے قریب اقامت اختیار کی۔ اندراب، پنج محل میں ہے۔ اس لئے اندر بیہ کہلایا کشمیر میں اگرچہ بھی اندرابی کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے خاندان کے پہلے فرد سید محمد احمد اندرابی امیر کبیر شاہ ہمدانی کے ہمراہ آئے۔ آپ کو امیر کبیر کا ہمیشہ زادہ بھی بیان کیا

جاتا ہے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۲۸۲ھ میں ہوا۔ مزار علاقہ لولاب کشمیر میں ہے۔



حضرت سید میر کمال الدین اندرابی قدس سرہ

آپ حاجی عتیق اللہ اندرابی کے فرزند ارجمند سوم ہیں حاجی عتیق اللہ شہید کی شہادت کے وقت آپ کی بارہ سال عمر تھی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اس کے بعد تلمذ عبدالستار کشمیری سے معنوی فیض حاصل کیا۔ شیخ عبدالولاب نوری نور اللہ سے خرقہ خلافت سلسلہ قادریہ کبریہ و چشتیہ حاصل کیا۔ آپ صاحب وجد و حال و قال اور بلند پایہ ولی اللہ تھے۔ وصال مبارک ۵ ذیقعد ۱۲۴۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف کانٹھ پورہ خطہ کشمیر میں ہے۔



حضرت سید محمد ابراہیم اندرابی قدس سرہ

آپ حاجی عتیق اللہ اندرابی کے فرزند دوم تھے کلام اللہ کے عاشق و حافظ تھے۔ رات دن درود و ظالمت میں مشغول رہتے تھے۔ مرینگمر کے محلہ ملارٹ میں قیام فرماتے تھے۔ مگر باپ کی شہادت کے بعد آپ کے پدر رضا علی آپ کو لولاب میں لے گئے وہاں آپ کو بابا داؤد نوروری نے جو بابا مسعود نوروری کے ارادق مند تھے۔ خانہ داماد بنالیا۔ اور کانٹھ پورہ علاقہ لولاب میں لے گئے۔ مظفر آباد کشمیر کے صوفی بزرگ میاں گل محمد کنگال کے مرید اور خلیفہ تھے۔ وصال مبارک ۳ ذیقعد ۱۲۳۸ھ کو ہوا۔ مزار شریف لولاب کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا میتر شاہ الدنومیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابا ناضل محمد دنومیری کی اولاد سے تھے اور اپنے جدِ امجد بابا مسعود نوروری کے خلیفہ اور مرید تھے۔ خواجہ مسعود نوروری کی وفات کے بعد شیخ محمد اشرف فتح کدلی کی طرف رجوع کیا ان کی تعلیم و تربیت نے وہ کامل اور شیخ اکمل بنا دیا۔ آپ شیخ ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھے۔ کشمیری زبان میں بہت رباعیات لکھی ہیں۔ جو آج تک کشمیر میں مشہور اور معروف ہیں۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک منقبت لکھی ہے۔ جو آج بھی صبح کی نماز کے بعد کشمیری افراد بطور التہجد حضور پر پڑھتے ہیں۔ اس منقبت کا پہلا مصرعہ اور آخری مصرعہ یہ ہے۔

باداودا نکنا کشمیری تموی یھتہ ڈاٹ ترواٹ مصطفیٰ
احوال میانی نس ویک سوی ہو کر دم داون دوا
مسکین ثناء اللہ گدا بتل بہنھتہ لایانی صدا
کنڈیراہ ولس راہ اللہ چھوک دون جہان بادشاہ
اسے ہوا بلدی جا جہاں حضور آرام فرما میں

پہلے میرے تمام حال درو کا ان کے آگے گزار دو ہی ہماری دوا
مسکین بندہ ہے ثناء اللہ ایک گدا گریں کہ درپہ اکہ صدا کرتا ہے
کوئی فیروے اس کو خدا راہ آپ دو جہاں کے بادشاہ ہیں

اردو ترجمہ

ثناء اللہ بابا نے غوث پاک کی خدمت میں بھی منقبت لکھی ہے۔ اس عاشق رسول بلال ثانی نے ۱۸ ذوالحجہ ۱۲۳۵ھ میں بعد انگریز زرخیزید غلام مہاراجہ رنجیت سنگھ میں انتقال فرمایا اور اپنے آبائی مملہ دنومیر میں آپ کا مزار شریف واقع ہے



حضرت محمد اکبر ہادی اندرابی قدس سر کشمیری

آپ شیخ محمود اندرابی کے فرزند علامہ مفتی شیخ رحمت اللہ اندرابی کے پوتے اور میر عبدالسلام شاہ اندرابی کے نواسے تھے۔ ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے شیخ اکبر ہادی سے آپ کی ولادت کی تاریخ لگاتی ہے۔ پہلے علم معقول و منقول اپنے دوا شیخ رحمت اللہ اندرابی سے حاصل کیا۔ شیخ محمد اشرف فتح کدلی سے بھی فیض حاصل کیا۔ شیخ ان کے کمالات سے یہاں تک خوش ہوئے کہ درجہ محبوبیت ان کو عطا کیا۔ آپ کا وصال مبارک ۱۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو ہوا۔ مزار شریف بولاب کشمیر میں ہے۔



کے جانشین قرار پائے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ میں جام اجل نوش کیا۔ مزار شریف حضرت خواجہ گنج بخش میں ہے۔



حضرت صدیق ہانجی کشمیری قدس سرہ

آپ کشمیر کے ہانجیوں کے فرقہ کے افراد تھے جو فرقہ کشمیر میں اپنے بدکردار کی وجہ سے بہت بدنام ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تمام کشمیری قوم کو اس فرقہ نے بدنام کر دیا۔ علم، درویشی اور فقیہی کسی کی میراث نہیں جس کو چاہے اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا کر دے خواہ وہ دھوم ہو ہانجی، میر یا شیخ، وہی صاحب علم اور درویش کہلاتا ہے۔ صدیق خاں کو شاہ فرخ الدین المشہور شاہ قلندر بابا نے درویشی کی اس دولت سے نوازا کہ خاندان مشائخ سادات سے بھی بڑھ گیا۔ آپ نے تمام عمر درویشی اور خدمت دین میں گزار دی۔ اپنے مرشد کی اجازت سے آپ نے مریدی کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور بہت سے لوگ آپ کے فیض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ تاریخ وصال نہیں مل سکی مزار شریف آپ کا کشمیر میں علاقہ راہبہ پورہ میں واقع ہے۔



حضرت ملا بہاؤ الدین متو کشمیری قدس سرہ

آپ شاہ عنایت اللہ شال کے سرید تھے تمام عمر تجرید اور صلاحیت و تقویٰ میں گذاری۔ شعر نہایت اچھے کہتے تھے۔ ”بزرگ نامہ“ ریشی نامہ ملا نامہ، پیر نامہ کشمیری زبان میں آپ کی تصانیف ہیں، تلمی ہیں اور بعض طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہیں۔ وصال مبارک ۱۲۴۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف محلہ پڑوان مسجد میں ہے۔



حضرت شیخ محمد نعیم تارہلی کشمیری قدس سرہ

آپ شیخ محمد مقیم عارف کے بیٹے تھے۔ علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل کے بعد سید خواجہ عبدالرحیم شیخ کمال کے عقیدت مندوں میں داخل ہوئے اور طریقت و معرفت کے آداب حاصل کئے خواجہ کے انتقال کے بعد اپنے چچا شیخ اکبر ہادی سے منازل سلوک طے کیں۔ اور درجہ اولیاء حاصل کیا اپنے مرشد کمال کے بیٹے خواجہ نیاز نقشبندی سے مراسم دوستانہ تا دم زلیست قائم رہے بلکہ سفر تہ کستان میں بھی ان کے ساتھ گئے۔ اپنے چچا اور خسر شیخ اکبر ہادی کے انتقال کے بعد ان

آخوند خواجہ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ عبد اللہ ابن خواجہ محمد فاضل ٹوپی گروہی ملا محمد حسن اور امان اللہ
شیخ الاسلام کشمیر جیسے نامور علماء کے شاگرد تھے مفتی حیدر خاں عرف
قاضی شاہ کے مرید و خلیفہ تھے پشاور لاہور کی سیر کی اور اولیاء اللہ کی
زیارت سے مشرف ہوئے اس کے بعد کشمیر جا کر مفتی کے عہدے پر
مقرر ہوئے بعد میں یہ عہدہ بھی چھوڑ دیا اور عبادت الہی میں مصروف ہو گئے
آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد تو بہت ہے۔ چند ایک کے اسمائے گرامی
یہ ہیں: ۱۔ بابا عثمان ۲۔ بابا عبد اللہ ۳۔ ملا عبد المؤمن ۴۔ میر محمد الدین قادری
۵۔ قاضی محمد حسین ۶۔ ملا نور الدین۔ آپ کا وصال مبارک ۵ اشوال ۱۰۰۰ھ
میں ہوا مزار کشمیر میں واقع ہے۔



حضرت شیخ میر محمد منور جطلی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ فرخ المشہور بہ فاروق منور قلندر کے مشہور خلفاء میں
سے تھے۔ بغیر آیات کلام اللہ و احادیث یا اقوال سلف صالح کے دوسرا
کلام زبان پر بہت کم لاتے تھے بزرگی اور پرہیزگاری میں بہت مشہور
تھے ۱۸ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا شیخ روپی ریشی قدس سرہ

آپ بڑے چوٹی کے ریشی فرقہ کے بزرگ تھے۔ ریشی طریقہ کو بہت پسند
کرتے آتمنہائی اختیار کر کے ایک غار میں مدت تک بغیر آب و دانہ کے رہتے
پھر واپس آ کر بجیارہ کی غار میں چالیس دن گزارتے اور بغیر ایک گھونٹ
پانی کے پی کر افطار کرتے۔ نئے کپڑے کبھی نہیں پہنتے شروع میں ہر تیسرے
دن روزہ افطار کرتے تھے۔ ریاضت و عبادت و پرہیزگاری میں لاثانی تھے
۹۹۶ھ میں وفات پائی اور عہدہ کامل قریہ کشمیر میں دفن ہوئے۔



حضرت بابا ایلہ ریشی قدس سرہ

آپ خط کشمیر کے سرنامہ قریب کے ایک کھار کے فرزند تھے۔ گھوٹوں کے بچوں کے ساتھ میدان میں کھیلنے گئے وہاں ایک غار میں بیٹھے تھے کہ ناگہان غار کے منہ کے آگے مٹی کا تودا گر گیا اور غار بند ہو گئی۔ آپ کے ساتھ آنے والے بچوں نے مارے ڈر کے ان کے گھریہ واقعہ بیان نہ کیا۔ آپ وہیں اس غار میں یاد الہی میں مصروف ہو کر مرت ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس غار سے بابا ہروی ریشی کا گزر ہوا اور آپ کو الہامی طور پر بابا ایلہ ریشی کی گوشہ نشینی کا علم ہوا۔ چنانچہ آپ نے انہیں غار سے نکال کر سینے سے لگا لیا اور محرفیت کی دولت سے ملا مال کر دیا۔ آپ کے وصال مبارک کی تاریخ اور سنہ معلوم نہ سکا مزار آپ کا چچا ہارہ علاقہ کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا سہسہ ریشی قدس سرہ

آپ بڑے زاہد پرہیزگار مشن بزرگ اور ولی اللہ تھے کھیتی باڑی کر کے روزی حلال کماتے۔ خود بھی صرت کرتے اور غریبا مسکین کو بھی دیتے ایک دن بابا داؤد مشکوئی کھیتی پر گئے اور سہسہ ریشی بابا نے کہا آؤ بابا میرے ساتھ نملائی کرو (نملائی مکنی کی گوڈی کرنے کے بعد جب ایک مہینہ بیل باندھ کر چلایا جاتا ہے تو اس کو نملائی کہتے ہیں) بابا مشکوئی نے کہا کہ میں ریشی ہوں۔ ریشی کسی جاندار چیز کا خون کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بابا سہسہ ریشی نے کہا کہ میں بھی ریشی ہوں۔ بابا مشکوئی نے کہا کہ یہ سب گھاس بھی جاندار ہے تمہارے ساتھ سے مر جاتی ہے خدا کو کیا جواب دو گے۔ بابا نے یہ بات سنی تھی کہ یہ ہوش ہو گئے۔ اس غم میں بیمار ہو کر ۷۳ سالہ میں وصال مبارک ہوا۔ مزار دارا سید پورہ قریب کشمیر میں واقع ہے



بابا سنگی ریشی قدس سرہ

آپ بابا اور بال الدین ریشی کے مربی اور خلیفہ تھے۔ بابا صاحب تمام عمر غار نشین رہے۔ روزی حلال زعفران کاشت کر کے کھاتے اور اس طرح اپنی بسر اوقات کرتے۔ بڑے بلند پایہ کے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ دائمی روزہ دار اور شب بیدار تھے۔ آپ کا مزار شریف پان پورہ میں ہے۔



حضرت بابا روپی ریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ برگنہ اولہ کے لورہ کام گاؤں کے باشندے تھے۔ بڑے صاحب حال و قال تھے۔ آبادی سے دور گوشہ نشینی اختیار کی۔ کوچہ مولہ گاؤں میں ایک پانی کا چشمہ ہے اس پر اپنے ہاتھ سے ایک مسجد تعمیر کرائی اور ۵۰ برس اس مسجد میں تنہائی میں گزارے۔ کبھی کبھی جنگل میں بھی چلے جاتے اور پھر واپس آکر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے۔ ہمیشہ روزہ رکھنا آپ کا دائمی عمل تھا۔ کبھی مہینہ دو مہینہ کھانا نہ کھاتے اور کبھی کبھی نو سیر کھانا ایک ہی دن میں کھا جاتے۔ شیخ نور الدین ولی سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ جب عشق کی آگ بھڑکتی تو ان کا شعر گاتے

پھرتے۔ آپ کا مزار کشمیر میں اس میں ہی واقع ہے۔



حضرت بابا مہدی ریشی نقشبندی قدس سرہ

آپ میر محمد باقر نقشبندی کے مربی اور خلیفہ تھے۔ پرہیزگار اور ریاضت کش بزرگ اور ولی کامل تھے۔ منازل سلوک طے کر کے مرشد کے ارشاد سے کا کا پورہ کی مسجد میں چالیس برس گزارے ہمیشہ روزہ سے رہتے۔ گوشت کبھی نہیں کھاتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۰۹۹ھ میں ہوا۔ مزار شریف کا کا پورہ قریب کشمیر میں ہے۔



حضرت بابا بام الدین ریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصلی نام بوماسادھو تھا۔ آپ پہلے برہمن قوم کے فرو تھے اور اپنی رسوم کے مطابق جائگاہ پتیا کرتے تھے کیشمیر میں جو سب سے بڑا مندر ہے جس کے ساتھ تین سو ساٹھ بت تھے صبح سویرے طے مکان کر کے پانچ نیچر تھے سے اٹھان کر کے سورج نکلنے سے پہلے اپنی کٹیا میں واپس پہنچتے۔ ان تمام نیچروں کی مسافت کئی سو میل بنتی تھی۔ جب شیخ نور الدین ولی آپ سے واقف ہوئے تو انہوں نے آپ کو راہ اسلام پر لانے کی کوشش کی جو بار آور ثابت ہوئی۔ ہندو طاقت کو سلب کر کے دل کو نور محمدی سے پُر نور کیا اور اسلامی نام بابا بام الدین رکھا۔ جب آپ دین اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تو مرشد سے عرض کی کہ آج سے کس چیز سے روزہ افطار کروں گا۔ شیخ نور الدین ولی نے ایک سفید پتھر کی طرف اشارہ کیا جو آج تک کیشمیر میں موجود ہے ارشاد کیا کہ تھوڑا سا گھسا کر افطار کرو۔ بابا بام الدین اس کے بعد ۱۲ سال زندہ رہے اور اس پتھر کو تھوڑا سا پس کر پانی کے ساتھ پی لیتے تھے۔ چراغ میں تیل یا گھی کے بدلے پانی ڈال کر جلا کرتے تھے یہ آپ کی کرامات کا کرشمہ تھا۔ آپ کی افطار کرامات سے ایک چٹم بھی نکلا۔ اپنا عاصا مبارک پتھر پر مار کر پانی نکال کر وضو کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ بالکل میں جول نہیں رکھتے تھے بومہ زدہ قریہ کیشمیر میں آپ کا مزار مبارک ہے

حضرت بابا دریا الدین ریشی قدس سرہ

آپ بابا زین الدین ریشی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے ولی اکمل اور صاحب خال بزرگ تھے۔ آپ کو خطہ کشمیر میں بڑی احترام کی نظر سے علماء وقت دیکھتے تھے آپ کشمیر کے مشہور و معروف بزرگوں کی مجلس میں رہے بالخصوص بابا شکور الدین ریشی بابا پیام الدین ریشی بابا حنیف الدین و شیخ شمس الدین ریشی کے دوش بدوش چلتے رہے۔ اپنے مرشد زین الدین بابا کی خدمت نگاری اور دلنوازی میں حد سے بڑھ کر کوشاں رہے۔ اکثر مست الست رہتے اور تمام عمر غار میں گوشہ نشین رہے دنیاوی اوفیضاتی خواہشات کو لات مار کر وحدت الوجود میں رہتے۔ بڑے باکرامات بزرگ تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کے خدام کا سامان چوروں نے لوٹ لیا اور حبیب وہاں سے چل پڑے تو آپ کی خدمت میں خدام نے عرض کئی۔ آپ نے ملاحظہ اٹھا کر دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام لٹیروں کی روشنی سلب کر لی۔ وہ اندھے ہو گئے۔ اور واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سامان واپس کر دیا۔ چنانچہ آپ نے پھر دعا کی تو ان کی آنکھوں کی روشنی واپس آگئی اور تائب ہو کر آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہو کر چوری سے تائب ہوئے۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے اطلاع دے دی تھی کہ میں چالیس دن ریاضت میں مصروف ہو کر عبادت الہی کرنا

چاہتا ہوں کسی آدمی کو اجازت نہیں کہ میری عبادت میں خلل ڈالے۔ جب چالیس دن پورے ہو جائیں پھر اجازت ہے کہ آپ لوگ اندر آئیں اگر زندہ رہا تو ملاقات ہوگی اگر نہیں تو بہت سا کھانا پکوا کر راہ خدا میں دے دیں اور فاتحہ پڑھنا۔ لہذا ایسے ہی ہوا جب چلہ پورہ ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ وہاں نہیں تھے۔ بطور الہام آپ نے کسی مرید صادق کو کہا کہ یہاں ہی میری تربیت بنائی جائے۔ آپ کا مزار شریف جو کشمیر میں پنل چھک کا خضر بل میں واقع ہے۔

حضرت بابا شکور الدین قدس سرہ

آپ بابا ام الدین ریشی کے مرید و خلیفہ تھے اور بابا رجب الدین ریشی کے بھائی تھے۔ بڑے صاحب جلال و کمال بزرگ تھے۔ آپ کا اصلی نام شکور میر تھا۔ ہمیشہ بات بات میں پھرا کرتے۔ سلطان زن العابد الدین کے عہد میں پیدا ہوئے اور سلطان محمد شاہ کے آخری عہد میں فوت ہوئے مزار جھیل ویر میں ہے۔

حضرت بابا مجنوں نوروی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابا مسعود نوروی قدس سرہ کی اولاد سے ہیں یعنی بابا مسعود نوروی کے پوتے تھے آپ نے علوم ظاہریہ و باطنیہ ابوالقاسم بہائی خلف، مولانا جمال الدین سے حاصل کی اور بعد تکمیل علوم ظاہریہ منازل سلوک طے کر کے خدمت خلق میں مصروف ہوئے۔ آپ کو کشمیر میں بڑے اونچے درجہ کا مقام حاصل تھا۔ آپ کو کشمیر میں دین ستون کہتے ہیں۔ آپ کی اولاد میں بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ جن میں پیر عبدالغفار شاہ کشمیر ثم لاہوری مولانا اور شاہ کشمیری سہسہ بابا کشمیری کسی تعارف کے محتاج نہیں ان کے علاوہ عارف باللہ جناب سبحان پیر کشمیری و خلیل پیر امام الوصلین پیر وین جیسے ہستی بھی آپ کے ہی اسلاف سے ہیں۔ بندہ ناچیز راقم کے نانا محبی مسعود نوروی کے اولاد سے ہیں یعنی پیر طریقت خلیل پیر امام الوصلین ہی بندہ ناچیز کے نانا ہیں بابا مجنوں نوروی کی تاریخ وصال تاریخ اعظمی نے ”ستون دین افتاد“ سے لکھی ہے سن ۸۵۰ھ۔ مزار شریف آپ کا مرچنگر مسجد عید گاہ کے قریب محلہ نورہ کے قریب ہے۔

حضرت بابا سعید الدین عرف شادی بابا کشمیری قدس سرہ

آپ بقا شاہ بابا کے مرید و خلیفہ تھے بڑے کامل بزرگ اور صوفی تھے۔ عربی فارسی زبانوں میں صاحب کمالات تھے بہت سی کتابیں تصانیف فرمائی۔ مثلاً منظوم تاریخ کشمیر و مغازی البنی صلی اللہ علیہ وسلم گل و بلبل در تصوف اور تفسیر قرآن مجید بھی لکھی یہ شمار نقشبندی اور غزالیوں فارسی میں لکھی ہیں وصال مبارک کا سن غالباً ۷۸۰ھ بمطابق ۱۳۷۹ء میں شاہ آبا کشمیری ہیں۔

حضرت بابا بقا شاہ بابا کشمیری قدس سرہ

آپ حضرت سادات کو لالہ اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی اولاد سے تھے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی لاہوری کے مرید و خلیفہ اور بڑے صاحب مال و قال صوفی بزرگ تھے عبادت و ریاضت اور شب بیداری میں آپ کو کامل حاصل تھا۔ آپ نے محمد امین دار سہروردی سے بھی شرف خلافت حاصل کیا۔ وصال مبارک ۸۳۶ھ میں ہوا مزار شریف محلہ بوزہ گرام سر پنگر کشمیری میں ہے۔

حضرت صالح خان عرف خانماور رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے پایہ کے ولی اکمل تھے۔ بابا نصیب الدین غازی بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بارہ برس تک مجذوبیت کی کیفیت طاری رہی اس کے بعد سلوک میں کامزن ہوئے اور عبادت و ریاضات اور اتباع شریعت میں کامل ہوئے۔ خلق خدا نے آپ سے فیض کشمیر پایا۔ آپ کی وفات ۱۰۶۹ھ میں ہوئی مزار شریف خانماور پورہ کشمیری میں ہے جو آپ کا اپنا گاؤں ہے اور آپ کے نام سے موسوم ہے تاریخ کبیر صفحہ ۳۳۱

حضرت سید علی بخاری کبری قدس سرہ

آپ سید سیف الدین خاں صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ سید سیف الدین بخاری فرقہ جعفریہ چک بادشاہوں کے امراء میں سے تھے۔ موضع چہو داڑہ بیروہ کے قریب مذہبی تعلیم و تدریس میں مصروف تھے اپنے عقیدے میں بہت ہی سختہ تصور رکھتے جانتے تھے حدیث اور قرآن کے بہت ہی معتقد اور عامل بزرگ تھے پیری مریدی جو اس زمانے میں کشمیری بزرگوں کا شیوہ تھا اس کے خلاف تھے۔

کشمیر کے بزرگ جناب ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی بجمہاری کا
آپ کے دولت خانہ کے قریب ہی ایک پل سے گزر رہا تھا۔ جب سید
سید سیف الدین بخاری کو علم ہوا تو اس نے اپنے نوکروں سے پل دھلویا
جب ابوالفقر بابا نصیب الدین نے اپنے مریدوں سے یہ بات سنی تو
آپ نے صرف اتنا فرمایا اچھا تو میں اس کے دل کی کدورت صاف کر دوں
گا۔ اسی وقت آپ کے بیٹے سید علی بخاری کو بلایا اور اپنی نظر کرم سے
دنیا کی آلودگی سے پاک کر دیا سید سیف الدین خاں نے بہت کوشش
کی کہ ان کے فرزند گوشہ نشینی سے باز آئیں لیکن ایسا نہ ہوا۔ حضرت سید
علی بخاری سہروردی چچو داڑھ بیروہ کے قریب ایک غار میں بارہ سال
تک خلوت نشین رہے۔ عبادت و ریاضت اور یادِ خدا میں مدورجہ
مشتغول رہنے کی برکت سے قرب الہی حاصل ہوا۔ آپ کا مقبرہ چچو داڑھ
بیروہ میں مشہور و معروف ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۷۲ھ میں ہوئی۔

آپ کی اولاد آج کل لاہور میں ہے اور دینی خدمات انجام دے
رہی ہے سید ڈاکٹر یوسف بخاری صاحب ہیں آپ کے کشمیر میں تصوف
اور ریشی بزرگوں کے حالات پر مفصل کتاب لکھی ہے

خواجہ نور الدین ایشہ بری کشمیری

یہ خواجہ نور الدین ایشہ بری وہی ہیں جنہوں نے موئے پاک آنحضرت
سرد کوئین کو کشمیر میں حضرت بل کا نام دیا مگر افسوس کہ آج تک یہ بات
پروے میں رہی کئی تذکرہ نویس یا صاحب تاریخ نے اس عاشق رسول
کا تذکرہ نہیں کیا۔ بانی حضرت بل جناب نور الدین ایشہ بری تجارت پیشہ
تھے اور بہت بڑے رئیس کشمیر بھی تھے۔ اور عاشق رسول بھی موئے
مبارک کی تاریخ اس طرح ہے کہ گیارہویں صدی ہجری میں مدینہ منورہ میں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رومند اقدس کی خدمت و تولیت سید
عبداللہ کے سپرد تھی کسی شخص نے دشمنی کی بنا پر شاہ روم سے شکایت
کی وہ بدگمان ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ وہ فی الفور حجاز مقدس سے نکل
جائے اس کے پاس جو مال و دولت و اسباب تھا۔ وہ بحق مہر کار منصبہ کہ
لیا گیا البتہ تین تبرکات اس کے پاس رہے ان میں سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے گیسو کا بال مبارک تھا۔ دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کلام مبارک تھا۔ اور تیسرا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھوڑے
کی زین مبارک تھی۔ شاہ حجاز مقدس سے سید نے ہندوستان کو روانہ ہوئے اس
وقت ہندوستان کا بادشاہ شاہجہاں تھا۔ شاہجہاں نے شاہ صاحب
کی بڑی قدر و منزلت کی اور شاہ صاحب کو ہندوستان میں بیجا پور

کے گرد و نواح میں فٹوڑی سی جاگیر معاش کے لئے دے دی کچھ عرصہ کے بعد آپ نے وفات پائی آپ کے بیٹوں نے دارالشکوہ کے ہاں رسوخ حاصل کیا اور بڑھتے بڑھتے شہزادے کے خاص مصاحبوں میں شمار ہونے لگے جب عالمگیر بادشاہ نے دارالشکوہ کے متولین کی جاگیریں بھی ضبط کر لیں۔ ان میں سید عبداللہ کے بیٹے بھی شمار تھے ان کی جائیداد بھی ضبط ہوئی وہاں وہ ایک مدت تک رہے اور بڑی عسرت و تنگی معاش سے بسر کرتے تھے۔ وہاں حضرت نور الدین الیشہ برہم نے یہ موئے مبارک اور جو غلام حبشی شروع سے مختار۔ وہ اور باقی تین تبرک آپ کو دیئے جب نواجہ صاحب نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا تو پرچہ نویسوں نے بادشاہ کو اس سارے واقعہ کی اطلاع دی آپ کو جب یہ پتہ چلا تو نواجہ صاحب بھی دہلی سے روانہ ہوئے اور لاہور آئے شاہی کارندے جب نواجہ نور الدین کے پاس آئے تو وہ بیمار تھے اور اسی بیماری سے وفات پائی بادشاہ نے موئے پاک کو اجیر شریف رکھنے کا حکم دیا لیکن ابھی دو دن ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دی کہ موئے مبارک کو کشمیر لے جاؤ۔ عالمگیر بادشاہ نے اس وقت لشکر و فوج کے ہمراہ بڑے احترام کے ساتھ نواجہ نور الدین الیشہ برہم کا تابوت بھی روانہ کشمیر کیا۔ اس طرح کشمیریوں کو یہ دولت کونین حاصل ہوئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنت نظیر کی محبت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی۔ اس لئے آپ نے خواب میں یہ بشارت

فرمائی کہ موئے مبارک کشمیر روانہ نہ کرو۔

ملا مقیم السنہ عرف عبداللہ یسوی پوکر و قدس سرہ

آپ خطہ کشمیر کے ولی اکمل اور شب بیدار بزرگ تھے۔ نواجہ محمد فاضل کے فرزند ارجمند اور تاجی شاہ دولت حسن بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے وصال مبارک ماہ شوال ۱۰۸۵ھ میں ہوا۔ مزار مبارک احاطہ ہریشگر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے

حضرت بابا نواجہ حبیب اللہ کافی قدس سرہ

آپ نے عالم شباب میں سلوک کی منزل میں قدم رکھا۔ حضرت نواجہ یعقوب ڈار کے مرید اور بڑے کامل بزرگ اور صوفی مشرف تھے کافی عرصہ کشمیر میں خدمت دین اور طریقت میں مصروف رہے وفات ۸۲۰ھ میں ہوئی۔ مزار شریف محلہ قطب پورہ میں ہے۔

حضرت ملا طاهر غنی آشتانی قدس سرہ

آپ شیخ حاجی محمد مراد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بہت تشرع تھے اور صاحب دیوان بھی آپ کا کلام بہت پاکیزہ و مؤثقہ لوگوں سے کم ملتے اور آبادی سے دور رہتے تھے آپ کا وصال مبارک ۱۱۵۴ھ میں ہوا۔ مزار کشمیر میں واقع ہے۔

حضرت ملا محمد امین کافی قدس سرہ

آپ بڑے پایہ کے عالم اور ولی اللہ بزرگ گزرے ہیں آپ کے اسلاف کے بہت بزرگوں نے خدمتِ دین میں حصہ لیا۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر پتہ صرف ایک کا چلتا ہے۔ رسالہ علم خلائق میں اور شرح تہذیب کا حاشیہ بھی لکھا۔ آپ ملا ابوالقاسم کے شاگرد تھے اور ملا جمال الدین کشمیری کے مرید تھے۔ وصال مبارک ۱۱۵۴ھ میں ہوا۔ مزار شریف کشمیر میں ہے۔

شیخ الاسلام مجاہد اعظم سرتاج اولیاء عارف

مالتہ شاہ بابا عبداللہ غازی قدس سرہ

آپ کا نام مبارک عبداللہ لقب شاہ بابا عبداللہ غازی خطہ کشمیر میں آپ کو شاہ شیخ غازی و متنانہ بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت دسویں صدی ہجری کے نصف میں ایک مشہور و بارونق گاؤں پرگنہ و کمر قریہ لاریال میں ایک بڑے پایہ کے ولی اللہ حضرت حسین بابا قرشی کے گھر میں ہوئی گھر آپ کے اسلاف میں خدا پرستی اور زہد و تقویٰ کا زبردست قسم کا ماحول تھا۔ اس لئے علوم و بینہ اور علوم روحانیہ کی تربیت گھر میں ہی پائی۔ آپ بچپن سے ذاکر عابد خدا ترس اور تارک دنیا تھے۔ ہمہ وقت خدائے ذوالجلال کی ذکر و تکریم میں محو دنیا و مافیہا سے بیزار رہتے۔ اپنے نیک اعمال و افعال و عقائد شریعہ سے لوگوں کو غیر حسنی طور پر دعوت اسلام میں مصروف رہتے اس لئے تذکرہ نویسوں نے آپ کو شیخ الاسلام کے القاب سے نوازا۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ جب عشق الہی اور عشق محبوب الہی کی آگ بجڑک اٹھی تو کامل مرشد کی تلاش میں پھرتے رہے جو اس آتش شوق کو زیادہ تیز کرے اور تیز تر کرنے کے لئے ایندھن مہیا کرے۔ دورانِ تلاش آپ

آپ نے سینکڑوں مروان حق کی زیارت کی۔ آخر آپ ایک ایسے چشمہ معرفت کے پاس پہنچے جہاں آپ کا حصہ تھا۔ یعنی مشہور و معروف بزرگ ولی کامل حضرت ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی۔ جباری اسراہم کے حضور میں حاضر ہوئے جو شیخ العلماء بابا داؤد خاکی کے خلیفہ خاص تھے۔ آپ ہی کو خلیفہ اول کی سعادت نصیب ہوئی بابا نصیب الدین غازی نے شراب معرفت کی ایسی تعلیم دی کہ آپ اپنے آپ کو بھی مہجول گئے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ مسجد و پل مسافر خانہ اخراج آپ چشمہ میں بسر کیا اس کے علاوہ آپ نے بیابان اور جنگل میں آبادی ڈالی اور اپنے ارادت مندوں کو فیض پہنچایا۔ آپ نے جو علاقے آباد کئے ہیں وہاں آج تک مسجد و پل آپ کے نام سے موسوم ہیں۔ علاقہ مظفر آباد جہاں آپ کا آباد کیا ہوا شہر ہے۔ حاکم مظفر آباد مظفر نانی آپ کا مرید تھا۔ مظفر آباد میں جو سب سے پہلی مسجد ہے وہ آپ کی ہی بنائی ہوئی ہے جو آپ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس طرح علاقہ کرناہ سے کچھ فاصلہ پر آپ نے ایک آبادی کی بنیاد ڈالی۔ جہاں کشمیر کے مشہور خاندان ربینہ قوم کا ایک فرد جو پہلے ریشی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ بعد میں آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہوا۔ اس کا نام عبدال بیگ ربینہ عرف بیگ ریشی ربینہ تھا۔ چلاس اسکرو، دلاؤ اکیل کاغان گڑھی حبیب اللہ ان تمام جگہوں پر آپ کی مسجدیں اور پانی آج تک موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مقبوضہ کشمیر میں بہت سے گاؤں آباد کئے۔ جس کا ذکر لاہور کے مشہور مورخ اور ڈاکٹر

محمد اقبال کے رفیق خاص محمد رفیع نقوی نے "شباب کشمیر" میں کیا ہے۔ کہ موضع ترکام سے آگے موضع شاہ پورہ جو کوہ وادہ کے درمیان سڑک کے کنارے کھنڈرات جن پتہ موضع شاہ پورہ کی طرف تھا۔ دیکھئے گی۔ وہاں میں نے بہت سے لوگوں کو بلوایا جن میں ایک پنڈٹ ضیعت بہت واقع کار تھا۔ وہاں اس نے بتایا کہ یہ قلعہ مہاراجہ گلاب سنگھ بانی حکومت ڈوگرہاں نے راجہ شیر احمد خاں والنی کرناہ علاقہ لبیب و پل کی دستبرد سے اپنے ملک کو سچانے کے لئے بنایا تھا یہاں بہت پانی کے چشمے تھے لیکن دو چشمے بہت ہی پرانے تھے جو ایک مسجد کے پاس ہیں۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ یہاں حضرت مخدوم صاحب آئے تھے اور اس کو بابا نصیب الدین کے مرید بابا عبداللہ غازی نے آباد کیا۔ تاریخ جن ناری میں جلد اول ص ۷۷ کے حاشیہ پر درج ہے کہ بابا عبداللہ غازی صاحب گزریالی مرید و خلیفہ باصفا حضرت بابا نصیب الدین غازی رحمۃ اللہ است کرامات و حارق الصادات بشیر داشت در ۱۱۷۰ انتقال فرمود قبرش در موضع گزریالی پرگنہ و تہراست اسی طرح تاریخ کشمیر الموسوم تحائف الابرار فی ذکر الاولیاء الاضیاء کے صفحہ ۲۲ پر درج ہے کہ شاہ بابا عبداللہ غازی شیخ الاسلام خلیفہ خاص ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی است آپ نے بابا نصیب الدین کے علاوہ ان کے خلیفہ باحق حاجہ بابا سے بھی تربیت پائی بابا عبداللہ غازی ہمہ وقت مستغرق اور شراب وحدت و عشق رسول میں مست الست رہتے تھے۔ اگر خدا کا نام سنئے

توحی اللہ کا لغو ہوش و خروش سے بلند کر کے خرقہ ڈال کر آنے والی نماز
نیک بیہوش اورستی میں رہتے۔ اسی سبب سے لوگ آپ کو مستانہ بابا سے
یاد کرتے۔ علاقہ لار اور ترمال میں آپ کو زیادہ تر اسی خطاب سے لوگ
یاد کرتے ہیں۔ تاریخ حسن اردو صفحہ ۲۴۵ میں درج ہے کہ مجاہد اعظم
شاہ بابا عبد اللہ غازی کاؤل گاؤں میں جا کر تبلیغ دین کرتے اور غیر مسلموں
کو دعوت اسلام دیتے تھے۔ چنانچہ بہت سے سعادت مند اہل کفر
آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے مشرّف بہ اسلام ہوئے
اس طرح محمد دین فوق نے اقوام کشمیر میں لکھا ہے کہ شاہ بابا عبد اللہ غازی
شیخ الاسلام مجاہد اعظم ۳۷۰ مساجد کے یانی ہیں اسلام کی ترویج و اشاعت
میں اپنے تمام اوقات زندگی خرچ فرماتے تھے۔ آپ کے مرجع خلائق
ہونے کی تواریخ گواہ ہیں۔ تاریخ حسن اردو صفحہ ۲۴۵ پر درج ہے۔
آپ کے ساتھ ہر وقت چار سو آدمی مرید ہوتے تھے تاریخ کبیر میں
اس طرح درج ہے وہمہ صدائے مریدان رکاب ولی بودند

آپ نے کشمیر میں اشاعت اسلام میں پیش پیش حصہ لیا۔ آپ کی
شادی کی روایت یوں ہے کہ جب آپ کے والد ماجد نے دیکھا کہ
آپ ہر وقت مست الست پھرتے رہتے ہیں تو انہوں نے آپ کی شادی
کرنی چاہی۔ جب آپ کی شادی کی تقریب شروع ہوئی اور خولیش و اقارب
دوست و احباب صفا و فقر شوق و زوق سے جمع ہونے لگے۔ وہاں
گمنبد علائقہ کے ایک بزرگ حاجی فتح الدین صاحب بھی دعوت پر آئے

ہوئے تھے انہوں نے آپ کے والد بزرگوار سے پوچھ لیا کہ آج یہاں کیا
چرچا ہے تو آپ نے فرمایا عیس چھو خاند یعنی عبد اللہ کی شادی ہے عیس
کشمیری لفظ ابوکا ہے گھر میں آپ کو عیس پیار سے کہتے تھے جب بابا صاحب
نے سنا تو رٹ لگائی عیس چھو خاند بے سود یعنی عبد اللہ کی شادی کرنی
بے فائدہ ہے اور دوڑ کر گمنبد کے چشمہ سر میں چھلا ننگ مار کر ڈوب گئے
گھر کے تمام افراد پریشان ہو گئے اور صف ماتم بچھ گئی۔ جب ظہر کی نماز کا
وقت آیا تو آپ نے ایک پہاڑی جو وہاں سے متصل ۲۰ میل کے فاصلہ
پر ہے اذان کہی۔ بطور کرامات آپ کی اذان حاجی فتح الدین نے سنی۔
آپ نے اس پہاڑی پر پانی بھی نکال کر وضو فرمایا اور نماز پڑھی سب
نے مل کر آپ سے عرض کی کہ آپ کی شادی کریں تاکہ آپ کی اولاد ہو جو
آپ کے بعد دین کی خدمت کرے گی۔ گھر آپ نے انکار فرمایا اور
خولیش و اقارب کو فرمایا کہ آپ اگر نیک اولاد چاہتے ہیں تو اس نیک ہرت
لڑکی کا نکاح میرے پیارے اور لاڈلے سب سے بڑے خدا ترس
بھائی شاہ یوسف بابا صاحب کے ساتھ کریں۔ ان سے جو اولاد ہوگی وہ
میری ہی کہلائے گی۔ اور میری ہوگی۔ چنانچہ آپ کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا
جس سے آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شاہ موسیٰ بابا پیدا ہوئے۔ جو کہ مرقم الخیر
کے جد بزرگوار ہیں وہ بڑے کشف و کرامات کے ولی اللہ تھے۔ ناری الدین
شہنشاہ حضرت محی الدین اورنگ زیب اس وقت حیات تھے انہوں نے
آپ کو مظفر آباد میں جاگیر عطا کی لیکن آپ نے وہاں مسجد بنا کر تمام نظر زمین

مسجد کے ساتھ ملا دی یہ مظلوم آباد پرانے قلعے کے ساتھ آپ کا مکہ بھی ہے۔
آپ کا وصال مبارک ۷ محرم الحرام ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف گزریال
کا مریج کشمیر میں حاجت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے بہت خلفاء تھے
مشہور خلفائے عظام یہ ہیں۔ خلیفہ اعظم اور برادر زادہ بابا موسیٰ اور
دوئم بابا مہدی سہروردی کبروی۔ بابا قطب العالم لال صاحب سہرنگہ۔

شجرہ طریقت شیخ الاسلام شاہ بابا عبداللہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۔ مرشد کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ حضرت
علی المرتضیٰ ۳۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ ۴۔ خواجہ حبیب مجہدیؒ ۵۔ شیخ
معروف کرمیؒ ۶۔ شیخ سری سقطیؒ ۷۔ شیخ جنید بغدادیؒ ۸۔ شیخ
جمشاد دینوریؒ ۹۔ شیخ احمد اسود دینوریؒ ۱۰۔ شیخ عبد اللہ عمویہؒ
۱۱۔ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردیؒ ۱۲۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
۱۳۔ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ ۱۴۔ شیخ صدر الدین عارفؒ ۱۵۔ ابوالفتح
شاہ رکن دین عالمؒ ۱۶۔ مخدوم جہانیاں جہان گشت عرف سید جمال الدین
بخاریؒ ۱۷۔ مخدوم سید ناصر الدین بخاریؒ ۱۸۔ مخدوم سید حامد کبیرؒ ۱۹۔
مخدوم ابوالفتح رکن ثانیؒ ۲۰۔ مخدوم ابوالقاسم محمودؒ ۲۱۔ مخدوم سید محمدؒ
۲۲۔ سید مخدوم حامد کبیر ثانیؒ ۲۳۔ مخدوم سید عبدالوہاب دہلویؒ ۲۴۔
مخدوم سید جمال الدین بخاریؒ ۲۵۔ مخدوم شیخ حمزہ کشمیریؒ

- ۲۶۔ علامہ بابا داؤد خاکیؒ ۲۷۔ ابوالفقر بابا نصیب الدین غازی
۲۸۔ عارف باللہ حضرت شاہ بابا عبداللہ غازی گدیانی اسراہیم



ختم شریف زبدہ الواصلین شیخ نور الدین ولی رحمۃ اللہ علیہ

درود شریف سورہ فاتحہ شریف سورہ اخلاص شریف تسمیہ
۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ہفتہ و ہفتہ دو بار

شیخ اللہ یا حضرت نور الدین ولی صاحب المدد درود شریف
۱۰۰ بار ۱۰۰ بار

ختم شریف حضرت قطب نے مان میر شاہ سید احمد کرمانی قدس سرہ

درود شریف سورہ فاتحہ سورہ اخلاص کلمہ استغفار کلمہ تجید
۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ۱۰۰ بار

شیخ اللہ یا حضرت میر شاہ سید احمد کرمانی نہ ظلم نہ غم نہ پریشانی
۱۰۰ بار

اسم اعظم کلمہ طیب درود شریف
۱۰۰ بار ۱۰۰ بار ۱۰۰ بار

ختم شریف سراج العارفین بابا نصیب الدین غازی قدس سره

درود شریف سوره فاتحه آیت الکرسی آمن الرسول تا آخر تنک
سبزه بار یک بار یک بار یک بار

شیخا الله یا حضرت بابا نصیب الدین غازی صاحب المدد

سبزه بار

تسبیح الله تا آخر قل اللهم تا قدیر درود شریف

یک بار یک بار سبزه بار

ختم شریف سلطان العارفین شیخ حمزه مخدومی محبوبی رحمة الله علیه

درود شریف سوره فاتحه سوره اخلاص کلمه استغفار

۴۱ بار ۴۱ بار ۴۱ بار ۴۱ بار

کلمه تجید اسم اعظم کلمه طیب یا الله یا رحمن یا رحیم

۴۱ بار ۴۱ بار ۴۱ بار ۴۱ بار

تسبیح شیخا الله یا حضرت سلطان العارفین سلطان شیخ حمزه مخدومی محبوبی کشتیری

رحمة الله علیک المدد ۴۱ بار

یا واثاب یا توابع یا کریم

درود شریف ۴۱ بار

ختم شریف جناب غوث الاعظم رضی الله عنه طریقت قادری کشمیری

درود شریف کلمه تجید سوره یسین سوره الم نشرح لك

۱۱ بار ۱۱ بار یک بار ۱۳۰ بار

یا باقی انت الباقی یا حامد انت الهادی یا حامد یا نور

۱۱ بار ۱۱ بار ۱۱ بار ۱۱ بار

یا حضرت شاه محی الدین مشکل کشته یا الخیر

۱۱ بار

حزبیدی شیخا الله حضرت غوث الاعظم دستگیر صاحب المدد

۱۱ بار

یا حضرت غوث افغانی باذن الله

درود شریف ۱۱ بار

ختم شریف جدنا ابا ذنا عارف بالله حضرت شاه بابا عبد الله غازی گزریالی صاحب

درود شریف الم نشرح لك یا بدیع العباب بالخیر یا واثاب

۱۰۰ بار ۱۰۰ بار هزار بار ۱۰۰ بار

تسبیح شیخا الله یا حضرت بابا عبد الله غازی گزریالی صاحب المدد

درود شریف ۱۰۰ بار

۱۰۰ بار

یاد رکھنا چاہئے کہ کشمیری ہندوگان دین تشریفہ ختمات میں جو درود شریف پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے۔ اللھم سنی علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائدۃ الف الف مرتبہ و باریک وسلم غفرلہم۔

یہ تبرک کے طور پر پیش خدمت کر دیا ہوں اور خاتمہ کتاب پر تمام حضرات اولیائے سہروردی سے محبت کرنے والوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس بندہ ناچیز کے لئے بھی دعا خیر کریں۔ اگر کوئی غلطی ہو تو ازراہ کرم بندہ ناچیز کو مطلع کریں تاکہ آئندہ یہ غلام اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔

آخر میں دعا ہے یا الہی اپنے حبیب پاک کے صدقے سے اور ان اپنے نیک بندوں کے صدقے تمام عالم اسلام کو فتح و نصرت دے اور پاکستان کو استحکام عطا فرما۔ یا الہی ہر مسلمان کی مشکل آسان فرما۔ یا الہی بے ادلاؤں کو اولاد صالح عطا فرما۔ (آمین)

نذرانہ عقیدت بارالہی

پس الہی اب بھی تا وقت اخیر
بارالہا صدقہ اپنی ذات کا
رحمتہ اللعالمین کے واسطے
واسطے کرسی و مفت افلاک کے
از طفیل امہات المومنین
از پیئے شہدائے احد و جنگ بدر
از طفیل چار یاران رسول
از برائے عشرہ جنت منا
از برائے ہر چہاراں محبت
از برائے عزت خدیو الانام
از پیئے اصحاب صفہ پر صفاء
از برائے ہری و بھری حسن
از برائے ثوث الاعظم دستگیر
از برائے سفیان حبیب و بابزیہ
از برائے گنج بخش چمکساں
از برائے نقشبند با صفا
دین دنیا میں رہیو دستگیر
صدقہ اس لائق طو کی بات کا
اس شفیع المذبین کے واسطے
واسطے اپنے کلام پاک کے
از طفیل اہل بیت شاہ دین
حمزہ و عباس عالی جاہ و قدر
از برائے آل اطہار بتول
از پیئے شہدائے دشت کربلا
بالخصوص ابو حنیفہ معتمد
چاروہ معصوم اور بارہ امام
از پیئے حضرت اولیسن راہنما
حضرت دوار و معروف زمن
پیر پیراں و امیر ہر امید
از پیئے شبلی و جنید رشید
شاہ پنجاب آل ولی کراستال
آل شاہ بہاؤ الدین سرآمد اولیاء

از پیئے شیخ شہاب الدین فرو
 از برائے خواجگان چشتیا
 نراں کہ عثمان و حسن سجری
 بہر پیران کا نظمی صابری
 از ہر لے غازیان راہ دین
 بخش دے اپنی محبت کا سرور
 عشق حقانی ہو دل پہ حب لوہ گر
 آگ ہو عشق و رسول اللہ
 بخش دے طیب کے چھوٹے بڑے گناہ
 رنج ہائے دنیوی سے دے نجات
 یا الہی رکھا مجھے بھی اولاد سے شاکام
 میرے مال باپ اور نویشان قریب
 دل میں بھر جائے میرے سوز و گداز
 ہوں مشرف میں حرم پاک سے
 سرور عالم کے جب پہنچوں حضور
 جان و دل دونوں کروں نذر رسول
 روئے انور پر پڑھوں لاکھوں درود
 قلب پر میرے پھرے دست نبی
 گر چہ ہے طیب پر حرم و گناہ

سرگردہ صوفیائے سہرورد
 زائندہ سلسلہ تا انتہا
 والہ ہندوستانی بہت اولی
 گنج شکر شاہ سلیمان تونسوی
 از پیئے حفاظ قرآن متین
 میں نہیں مانگتا حور و قصور
 جا میں مٹ دنیا و دین کے سب خطر
 سینۃ الفت خزینہ میں لگی
 نفس و سلطان سے دے دے پناہ
 جائے بن بگڑی ہوئی ہر اک بات
 دین و دنیا میں ہونا ٹیک نام
 بہر و ہوں رحمتوں سے یا عجیب
 پہنچوں پھر حرمین میں با صد نیاز
 اور حضور صاحب لولاک سے
 لیں محبت سے بلا اپنے حضور
 الفتن و نیکی ساری جاؤں بھول
 دیکھ لوں آنکھوں سے شاہد اور شہود
 روح کو مل جائے تازہ زندگی
 پر نہیں کم ہے اسکو کچھ تیری پناہ

نذرانہ عقیدت

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
 یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
 یا الہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
 یا الہی جب پڑے عشر میں شور و آواز گیر
 یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
 یا الہی سر مہری پر ہو جب خوشی و عزت
 یا الہی عشر سے جب بھر گئیں بدن
 یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
 یا الہی جب ہیں آنکھیں حساب جرم میں
 یا الہی جب حب خدو بے جا رلائے
 یا الہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
 یا الہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
 یا الہی جب شمشیر پر چلنا پڑے
 یا الہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
 یا الہی جب رضا تو اب گل سے سراٹھائے

جب پڑے مشکل ششہ کل کا ساتھ ہو
 شادی دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو
 ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
 امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
 صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو
 سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو
 دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
 عیب پوش خلق تبار خطا کا ساتھ ہو
 ان بسم ربہ ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
 چشم گریان شفع تر فضی کا ساتھ ہو
 انکی بچی بچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
 آفتاب لاشی نور اللہ کی کا ساتھ ہو
 رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
 قدسیوں کے لب سے آمین بڑا کا ساتھ ہو
 دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

ماخذ

نام کتاب	نام مصنف اور تکمیل کتاب سنہ
تذکرہ اولیائے ہندوستان	مرزا محمد اختر صاحب دہلوی ۱۹۷۲ء لاہور
تذکرہ الزہادین حالات بابا دریا الدین ریشی قدس سرہ	پیر محمد شاہ ابن پیر محمد یوسف شاہ ابن پیر محمد بزرگ شاہ صاحب کمال دوری نایدکھل سرینگر کشمیر ۱۳۳۲ھ
تذکرہ شیخ الاسلام شاہ بابا عبداللہ غازی	مولوی غلام حسین گزریالی مدرس حنفیہ کالج سرینگر کشمیر
دھنمائے کشمیر	محمد دین فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور ۱۹۲۳ء
شباب کشمیر حالات بڑھ شاہ نور ہندہ انخواطر جلد سوئم	مصنف پیر عبدالحی دہلوی مترجم اردو ابوالجیئی امام خان نوشہروی مقبول اکبری لاہور
مکمل تاریخ کشمیر حصہ سوئم	محمد دین فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور ۱۹۱۳ء
تذکرہ اسلام	مولانا بہاؤ الحق قاسمی صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۹۲۲ء
آب کوثر	شیخ محمد اکرم صاحب لاہور
تاریخ پاکستان و ہند جلد اول و دوم	سید عبدالقادر ایم۔ اے سابق وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور ۱۹۵۳ء

نام کتاب

نام مصنف

تذکرہ بابا نصیب الدین غازی جباری	تلمی نسخہ، مولوی عباس غازی گزریالی کشمیر
عالم تصوف اور کشمیر	ڈاکٹر یوسف بخاری
حدیقہ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری	تحقیق و تعینق محمد اقبال مجددی ۱۹۷۹ء
خزینۃ الاصیفا مفتی غلام سرور لاہور	مترجم پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی ۱۹۸۳ء
مہربین نطفہ وال	آنش کشمیری سیالکوٹ ۱۹۶۱ء
جلوہ کشمیر	ڈاکٹر صابر آفاقی ۱۹۸۰ء لاہور
تذکرہ اولیائے کشمیر	مولانا علیم اللہ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹۷۹ء
کاشمیر نام حق شیخ نور دین ولی کی زبان مبارک سے اسلامی مسائل کا بیان مع حجتہ الاسلام	عبد الغنی کنوساکن جھبھاڑہ کشمیر تحصیل اننت ناگ یہ بزبان کشمیری میں ہے ناشر غلام محمد نور محمد کتب مہاراج زہیر گنجپارہ سرینگر کشمیر
حکایات کشمیر	محمد دین فوق ڈار ۱۹۴۱ء لاہور
حجتہ السالکین	علامہ ڈاکٹر عزیز احمد فاروقی قادری مدد سرینگر کشمیر
تذکرہ حضرت الیثاں خاوند محمود	میاں اخلاق احمد ایم۔ اے۔ ایم۔ او ایل لاہور ۱۹۷۳ء
ایران کبیر ایران صغیر	عبد اللہ قدس لشی ۱۹۶۱ء لاہور

اچھے اچھے کتابیں

۱۳۲

نام مصنف	نام کتاب
حضرت مفتی پیر سید محمد حسین شاہ دارالافتاویٰ پاکستان بازار لوہاراں جھنگ سید ۱۹۸۰ء	تاریخ و نسب نامہ خاندان سادات خٹائی و سنہاری
اپریل ۱۹۱۷ء	طریقت لاہور
ایڈیٹر پیڈٹ بچھی نرائن کول ۱۹۱۳ء	سفر لاہور محلہ سرین
مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ	عدالتی الحنفیہ
مترجم نور شید خاں ۱۹۶۰ء	ہفت روزہ نصرت کشمیر نمبر
ڈاکٹر سید اشرف ظفر ندوۃ المصنفین لاہور ۱۹۶۲ء	تذکرہ امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ
عبداللہ قریشی	ادبی دنیا کشمیر نمبر
مترجم حضرت مولانا میر واعظ خیر شاہ	شرح اوراد الشیخینہ سید امیر کبیر
نقشبندی نقش اول ۱۹۱۸ء انٹرنیشنل نقش	علی ہمدانی
ثانی شرح ۱۹۸۰ء مکتبہ نبویہ گنج بخش رولہ لاہور	

نوٹ: انتہائی کوشش کے باوجود کتاب میں کچھ غلطیاں یا خامیاں باقی رہ گئی ہیں تو اس کے لئے بندہ ناچیز عاجزہ خادم الفقرا، معذرت خواہ ہے۔

پہلے بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

در کریم پر بن کے فقیر آئے ہوئے
ادب سے بیٹھے ہیں سب اپنا سر جھکائے ہوئے

سید بلاق شاہ	تذکرہ اولیائے کاملین
تعارف راجا رشید محمود	تذکرہ حضرت صابر کلیدی
اقبال احمد	حضرت میاں میر
محمد دین کلیم	تذکرہ حضرت شاہ جمال
ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	کلیر کا چاند
سید ناغوث اعظم	فتوح الغیب
سید محبوب رضوی	مکتوبات نبوی
ابن عربی	فصوص الحکم
علامہ فضل احمد عارف	سیرت سلمان فارسی
حاجی محمد منیر قریشی	بامحمد ہوشیار
حضرت علی بھوپری	کشف المحجوب
حاجی محمد منیر قریشی	پیر کامل حضرت داتا گنج بخش
" " " "	یار کامل حضرت ابوبکر صدیق
مولینا احمد رضا خاں	علوم مصطفیٰ
" " " "	احکام شریعت
" " " "	عرفان شریعت

حدائق بخشش

برکات بردہ

برکات رمضان

اسلام

اسلامی اخلاق

گلدستہ شنبوی

اچھی نماز

صحابہ کا عشق رسول

مکافات عمل

ماں باپ کے حقوق

احوال العارفین

فلسفہ دعا

ربنمائے قرآن

اسلام اور سائنس

اسلام کیا ہے

معجزات خاتم المرسلین

اصول شرع اسلام

مولانا احمد رضا خاں

علامہ فضل احمد عارف

.....

امام غزالی

مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی

مولانا مفتی جلال الدین

.....

صوفی محمد اکرم

فرمان علی چوہدری

راجا رشید محمود

حافظ غلام فرید

علامہ فضل احمد عارف

ڈاکٹر میر ولی الدین

حاجی محمد منیر قریشی

مولانا منظور نعمانی

قمری زبانی

مولوی مسعود علی -

تذکرہ سید الشہداء

۱۴۰ - ۱۵۱ اردو بازار لاہور - ۲

